عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

ہفت روزہ

ختم نبوۃ

INTERNATIONAL URDU WEEKLY **KHATM-E-NUBUWWAT** KARACHI PAKISTAN

جلد: ۳۶ | ۴ تا ۱۲ ربیع الثانی ۱۴۳۹ھ مطابق ۲۳ تا ۳۱ دسمبر ۲۰۱۷ء | شمارہ: ۴۸

اے خاصۂ خاصانِ رسل وقتِ دعا ہے

مجاہد ختم نبوت
مولانا حضرت اللہ وسایا مدظلہ
سے خصوصی انٹرویو

جھوٹ بولنے کا گناہ

Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.info
http://www.khatm-e-nubuwwat.com
Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.org
Email: editorkn@yahoo.com

قبر میں اضطراب اور پریشانی

س:...... میرے شوہر کا انتقال ہو چکا ہے، بعض سسرالی جھگڑوں کی وجہ سے میں اپنے شوہر سے شادی کے ایک سال بعد علیحدہ ہو گئی تھی یعنی میں اپنے والدین کے گھر اور میرے شوہر اپنے والدین کے گھر، ہمارا ایک بیٹا ہے جو میرے والدین کے گھر پیدا ہوا ہے، میں نے بہت چاہا کہ میرا گھر آباد ہو جائے مگر ساس، نندوں اور دیوروں کی وجہ سے میرا گھر آباد نہیں ہو سکا اور اس طرح دس سال گزر گئے، اب میرے شوہر کا انتقال ہو گیا ہے، میرے شوہر نے دور رہتے ہوئے نہ ہی میرا کوئی حق ادا کیا اور نہ اپنے بیٹے کا کوئی حق ادا کیا، نہ کبھی انہوں نے میرا نان نفقہ دیا اور نہ کبھی بچے کا کوئی خرچہ دیا، بچے کی پیدائش سے لے کر آج تک سارا خرچہ میرے والدین کر رہے ہیں۔ میرے بیٹے کی عمر اس وقت بارہ سال ہے مسئلہ یہ ہے کہ شوہر کے انتقال کے بعد میرے سسرال والے میرے بیٹے کا جو حق بنتا ہے وہ نہیں دے رہے ہیں۔ کہتے ہیں کہ دیں گے مگر عملی قدم کوئی نہیں اٹھاتا، میری ساس کا صرف ایک ہی پوتا ہے جو کہ میرا بیٹا ہے، باقی سب پوتیاں ہیں۔ خواب میں مجھے اپنے شوہر نظر آئے جو کہ مجھ سے معافیاں مانگ رہے تھے اور اپنے بیٹے سے بھی معافی مانگ رہے تھے، چہرہ ان کا ایسا نظر آیا جیسے کہ جگہ جگہ سے کسی نے کھایا ہے اور انہیں ایک پل بھی سکون نہیں ہے، قبر میں کبھی اٹھتے ہیں، کبھی لیٹتے ہیں جیسے کہ بہت تکلیف میں ہیں اور اپنے بیٹے سے کہہ رہے ہیں کہ: ''بیٹا! میں تمہارا کوئی فرض، کوئی حق نہیں نبھا سکا جس کے لئے تم مجھے معاف کر دینا اور تمہارا جو بھی حق ہے وہ میری والدہ تمہیں دیں گی، مجھے بتائیے کہ اس خواب کی کیا تعبیر ہے اور میں کیا کروں کہ میرے شوہر کو قبر میں سکون مل جائے اور اللہ تبارک وتعالیٰ انہیں معاف کر دے؟

ج:...... اس خواب کی تعبیر واضح ہے کہ ان کو اپنے اس ظلم کی وجہ سے قبر میں اضطراب اور پریشانی ہے آپ اس کو معاف کر دیں اور مرحوم کے والدین کو چاہئے کہ اس کی قبر، آخرت اچھی کرنے کے لئے یتیم اور بیوہ کا حق فوراً ادا کر دیں ورنہ وہ مرحوم عذاب میں مبتلا رہے گا۔

گناہوں سے چھٹکارے کا طریقہ

س:...... مجھ سے بہت گناہ سرزد ہوئے، کچھ گناہ کبیرہ بھی تھے، ان سب سے میں نے توبہ کر لی لیکن اب بھی کوئی نہ کوئی گناہ سرزد ہو جاتا ہے، میں نے ہر بار اللہ تبارک وتعالیٰ سے معافی مانگی مگر پھر بھی گناہ سرزد ہو جاتا ہے اور بعد میں روتا اور افسوس کرتا ہوں کہ میں نے کیا کر دیا، پلیز آپ بتائیے کہ ان گناہوں سے دور ہونے کا طریقہ کیا ہے؟ میں بہت زیادہ پریشان ہوں۔

ج:...... آپ تمام گناہوں سے پکی توبہ کریں اور کسی اللہ والے کی صحبت میں جایا کریں، انشاء اللہ آپ سے گناہ چھوٹ جائیں گے۔

کھانے پینے کے برتن کو ڈھکنا

س:...... حدیث پاک میں نبی کریمؐ نے ہدایت کی ہے کہ ''رات کے وقت اپنے مشکیزہ کا منہ بند کر دو'' آج کل جب کہ ہم پینے کے لئے پانی پکاتے ہیں پانی کو ٹھنڈا کرنے کے لئے جالی والا برتن ڈھکنا پڑتا ہے، ورنہ پانی ٹھنڈا نہیں ہوتا، موسم گرم ہو تو یوں بھی پانی ٹھنڈا ہونے میں بہت دیر لگتی ہے، اس حدیث کی رو سے بتائیں کہ ہم کیا طرز عمل اختیار کریں کہ پانی بھی ٹھنڈا ہو جائے اور ہم محفوظ بھی رہیں۔

ج:...... یہ حدیث شفقت علی الخلق کے قبیل سے ہے، مقصد یہ ہے کہ برتن کھلا چھوڑنے کی صورت میں اس پر کسی زہریلی چیز کے داخل ہونے اور گرنے کا اندیشہ ہے، اس لئے اس کو بند کر کے رکھا جائے۔ چنانچہ اگر برتن پر کوئی ایسی چیز رکھ دی جائے جس سے وہ خارجی اثرات سے محفوظ ہو جائے تو جائز ہے اور اس حدیث پر عمل ہو جائے گا۔ ☆☆

ہفت روزہ

ختمِ نبوۃ

مجلسِ ادارت

مولانا سید سلیمان یوسف بنوری، صاحبزادہ مولانا عزیز احمد،
علامہ احمد میاں حمادی، مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی،
مولانا قاضی احسان احمد

جلد:۳۶ ۴تا۱۲؍ربیع الثانی۱۴۳۹ھ مطابق ۲۳تا۳۱؍دسمبر۲۰۱۷ء شمارہ:۴۸

اس شمارے میں!

کرپشن اور منشیات کا بڑھتا رجحان!	محمد اعجاز مصطفی	۵
اے خاصۂ خاصانِ رسل وقت دعا ہے	مولانا زاہد الراشدی	۹
جھوٹ بولنے کا گناہ!	مولانا مفتی عبدالرؤف سکھروی	۱۲
خاتم النبیین ﷺ	پیر حافظ ناصر الدین خاکوانی	۱۵
انٹرویو: مجاہد ختم نبوت مولانا اللہ وسایا مدظلہ	ڈاکٹر قاری محمد طاہر فیصل آباد	۱۹
مرکزی شوریٰ کے اجلاس میں فیصلے	مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی	۲۳
خبروں پر ایک نظر	ادارہ	۲۶

سرپرست

حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر مدظلہ

حضرت مولانا حافظ ناصر الدین خاکوانی مدظلہ

مدیر اعلیٰ

مولانا عزیز الرحمن جالندھری

نائب مدیر اعلیٰ

مولانا محمد اکرم طوفانی

مدیر

مولانا محمد اعجاز مصطفی

معاون مدیر

عبداللطیف طاہر

قانونی مشیر

حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ

منظور احمد میو ایڈووکیٹ

سرکولیشن منیجر

محمد انور رانا

تزئین و آرائش:

محمد ارشد خرم، محمد فیصل عرفان خان

بیاد

امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
خطیب پاکستان مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ
مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ
محدث العصر حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ
خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمدؒ
فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ
مبلغ اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ
مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ
ترجمان ختم نبوت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
جانشین حضرت بنوری حضرت مولانا مفتی احمد الرحمنؒ
شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ
حضرت مولانا سید انور حسین نفیس الحسینیؒ
شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ
شہید ختم نبوت حضرت مفتی محمد جمیل خانؒ
شہید ناموس رسالت مولانا سعید احمد جلال پوریؒ

زر تعاون

امریکا، کینیڈا، آسٹریلیا: ۹۵ ڈالر، یورپ، افریقہ: ۷۵ ڈالر، سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرق وسطیٰ، ایشیائی ممالک: ۶۵ ڈالر

فی شمارہ ۱۰ روپے، ششماہی: ۲۲۵ روپے، سالانہ: ۴۵۰ روپے

WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT, A/c# 0010010964680019
(انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر) IBAN NO. PK68ABPA0010010964680019
AALMI MAJLIS TAHAFFUZ KHATM-E-NUBUWWAT 0010010964710018
(انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر) IBAN NO. PK45ABPA0010010964710018
Allied Bank Binori Town Branch Code: 0159 Karachi.

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)
ایم اے جناح روڈ کراچی فون: ۳۲۷۸۰۳۳۷ فیکس: ۳۲۷۸۰۳۴۰
Jama Masjid Bab-ur-Rehmat (Trust)
Old Numaish M.A.Jinnah Road Karachi
Ph:32780337, Fax:32780340

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان
فون: ۰۶۱-۴۷۸۳۴۸۶
Hazori Bagh Road Multan
Ph:061-4783486

لندن آفس:
35,Stockwell Green
London, SW9 9HZ U.K
Ph:0207-737-8199

ناشر: عزیز الرحمن جالندھری مطبع: القادر پرنٹنگ پریس طابع: سید شاہد حسین مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

سحبان الہند حضرت مولانا
احمد سعید دہلویؒ

مساجد، اذان، نماز، نوافل اور رات کا قیام

حدیث قدسی ۲۱: حضرت ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں: جب کوئی بندہ علانیہ نماز کو بھی اچھی طرح ادا کرتا ہے اور پوشیدہ پڑھتا ہے تب بھی اچھی طرح ادا کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: یہ بندہ میرا سچا بندہ ہے۔ (ابن ماجہ) یعنی ریاکار نہیں ہے بلکہ ظاہر و باطن یکساں ہے۔

حدیث قدسی ۲۲: حضرت ابو سعید خدریؓ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن فرمائے گا: میرے پڑوسی کہاں ہیں؟ فرشتے عرض کریں گے: ایسا کون ہوسکتا ہے، جو آپ کا پڑوسی بن سکے۔ ارشاد ہوگا: قرآن پڑھنے والے اور مساجد کو آباد رکھنے والے کہاں ہیں؟ (ابو نعیم)

حدیث قدسی ۲۳: حضرت علی کرم اللہ وجہہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: میں تو نماز صرف اس بندے کی قبول کرتا ہوں، جو میری عظمت کے مقابلہ میں تواضع کرتا ہے اور میری مخلوق کے سامنے تکبر نہیں کرتا، اپنا دن میری یاد میں گزارتا ہے اور اپنی خطا پر اصرار نہیں کرتا، بھوکے کو کھانا کھلاتا ہے، مسافر کو جگہ دیتا ہے، اپنے سے چھوٹوں پر رحم کرتا ہے اور اپنے سے بڑوں کی عزت کرتا، یہ ایسا شخص ہے کہ جو مجھ سے مانگتا ہے میں اس کو دے دیتا ہوں، مجھ سے دعا کرتا ہے تو میں قبول کرتا ہوں، میری طرف گڑگڑاتا اور عاجزی کرتا ہے تو میں اس پر رحم کرتا ہوں، میری نظر میں اس کی مثال ایسی ہے جیسی جنت الفردوس کی جس کے پھل اور جس کا حال متغیر نہیں ہوتا۔ (دار قطنی) یعنی عام بندوں سے مرتبے میں یہ بندہ ایسا بلند ہے، جیسے جنت الفردوس دوسری جنتوں کے مقابلے میں۔

حدیث قدسی ۲۴: حضرت انسؓ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ جب کوئی موذن اذان دیتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے سر پر ہاتھ رکھ دیتا ہے وہ ہاتھ رکھے رہتا ہے، یہاں تک کہ وہ موذن جب اذان سے فارغ ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: میرے بندے نے سچ کہا اور حق کی شہادت دی، اسے بشارت ہو اور جہاں موذن کی آواز جاتی ہے بقدر آواز اس کی مغفرت کر دی جاتی ہے۔ (دیلمی) یعنی جتنی آواز لانبی اتنی ہی بخشش زیادہ۔

حدیث قدسی ۲۵: حضرت ابو ہریرہؓ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں جب کوئی بندہ نماز کے لئے کھڑا ہوتا ہے تو وہ رحمن کی آنکھوں کے سامنے ہوتا ہے، جب بندہ ادھر ادھر دیکھتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اے آدم کے بیٹے! کس کی طرف دیکھتا ہے؟ اے ابن آدم تیرے لئے مجھ سے بہتر کون ہے؟ میری جانب متوجہ رہ، جس کی طرف تو دیکھنا چاہتا ہے، اس سے میں بہتر ہوں۔ (عقیلی)

نماز جمعہ

س:...... نماز جمعہ کے لئے جماعت سے پڑھنے کی شرط سے کیا مراد ہے؟

ج:...... جمعہ کی نماز کے لئے کم از کم تین مقتدیوں کا نماز کے آغاز سے تکمیل تک ہونا ضروری ہے، اگر امام کے علاوہ تین مقتدی نہ ہوئے تو جمعہ کی نماز صحیح نہیں ہوگی۔

س:...... جمعہ کی نماز کے لئے عام اجازت (اِذن عام) سے کیا مراد ہے؟

ج:...... جمعہ کی نماز کے لئے اس میں شریک ہونے کی سب مسلمانوں کو اجازت ہو اگر اس میں عام اجازت نہ ہو، یعنی اس میں صرف خاص لوگ شریک ہوسکتے ہوں تو جمعہ کی نماز صحیح نہیں ہوگی۔

س:...... کیا جمعہ کی نماز سے پہلے خطبہ پڑھنا ضروری ہے اور یہ کتنے خطبے ہوتے ہیں؟

جی ہاں! جمعہ کی نماز کی ادائیگی سے پہلے دو خطبوں کا پڑھنا لازمی اور ضروری ہے، اگر جمعہ سے پہلے دو خطبے نہیں پڑھے گئے تو جمعہ کی نماز صحیح نہیں ہوگی۔

(عمدۃ الفقہ، ج:۲، ص:۲۲۵)

س:...... کیا جمعہ کے خطبے کو منبر پر کھڑے ہوکر پڑھنا ضروری ہے؟

ج:...... باوضو ہوکر منبر پر جمعہ کے خطبے پڑھنا سنت ہیں، اگر کسی جگہ منبر نہ ہو تو کسی لاٹھی وغیرہ پر ہاتھ رکھ کر کھڑا ہوسکتا ہے، نیز اگر کھڑے ہونے میں کوئی عذر ہو تو بیٹھ کر بھی خطبے پڑھے جاسکتے ہیں، البتہ بہتر یہ ہے کہ کوئی دوسرا شخص جمعہ پڑھانے والا موجود ہو تو وہ کھڑے ہوکر خطبہ بھی پڑھے۔

س:...... کیا خطبہ اور جمعہ کی نماز دو علیحدہ علیحدہ شخص بھی پڑھا سکتے ہیں؟

ج:...... بہتر تو یہی ہے کہ جو خطبہ پڑھے وہی امامت کرے لیکن کسی عذر اور ضرورت کی وجہ سے خطبے کوئی اور شخص بھی پڑھ سکتا ہے اور امامت کوئی دوسرا شخص بھی کراسکتا ہے۔

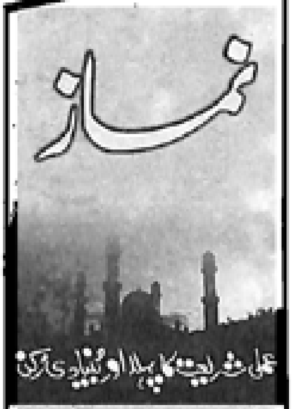

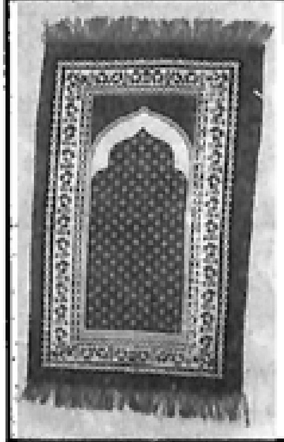

حضرت مولانا
مفتی محمد نعیم دامت برکاتہم

اداریہ

محمد اعجاز مصطفیٰ

کرپشن اور منشیات کا بڑھتا رُجحان!

بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم

الحمد للّٰہ وسلامٌ علٰی عبادہ الذین اصطفٰی

آج کل دنیا بھر میں عموماً اور ہمارے ملک پاکستان میں خصوصاً دو چیزوں پر بہت زیادہ گفت وشنید، لے دے اور پکڑ دھکڑ ہورہی ہے: ۱:- کرپشن، ۲:- عصری اداروں میں منشیات کے استعمال کا رجحان۔ ایک دہائی سے یہ بات پرنٹ میڈیا، الیکٹرانک میڈیا اور عدالتوں میں بڑی شدومد سے ہورہی ہے کہ فلاں وزیراعظم، فلاں وزیر، فلاں سیکرٹری، فلاں افسر اور فلاں سیاست دان نے اتنا کرپشن کی، اس کی روک تھام کے لئے ''نیب'' کا ادارہ بھی ہمارے ملک میں کام کررہا ہے۔ کسی کے خلاف ریفرنس دائر ہوا ہے، کسی کے خلاف انکوائری ہورہی ہے، کسی سے اتنا مال کی برآمدگی ہوئی ہے، کسی سے مال کی واپسی کے لئے مشروط ڈیل ہورہی ہے۔ یہ آئے دن کی باتیں اور خبریں ہر ایک کو پڑھنے اور سننے کو ملتی ہیں۔ اسی طرح اخبارات میں یہ بھی آیا ہے کہ:

۱:...... ''اسلام آباد پولیس نے مختلف یونیورسٹیوں اور اطراف سے تین طلبہ سمیت چار مبینہ منشیات فروش گرفتار کرلئے ہیں۔ اسلام آباد پولیس کے مطابق وفاقی دارالحکومت کی مختلف سرکاری ونجی یونیورسٹیوں اور اطراف میں منشیات فروشوں کے خلاف کارروائی کی گئی تھی۔ کارروائی میں تین طلبہ سمیت چار مبینہ منشیات فروشوں کو گرفتار کرلیا گیا۔ پولیس کے مطابق طالب علم ولید شمیم سے سینکڑوں نشہ آور گولیاں اور دو سو گرام چرس برآمد ہوئی ہے۔ ایک اور یونیورسٹی میں منشیات کے مبینہ سپلائر طالب عالم زمد الناس اور منشیات کے اسمگلر مطیع اللہ کو بھی گرفتار کرلیا گیا ہے۔ پولیس نے ملزمان کے خلاف مقدمات درج کرکے تفتیش شروع کردی ہے۔'' (روزنامہ جنگ، ۹ رفروری، ۲۰۱۷ء)

اسی طرح ایک مہینہ کے بعد اخبارات میں یہ خبر بھی آئی کہ:

۲:.... ''ملتان کی بہاء الدین زکریا یونیورسٹی میں منشیات بیچنے والا شخص گرفتار ہوگیا، چرس اور شراب برآمد ہوئی۔ پولیس کا کہنا ہے کہ ہاسٹل میں مقیم طالبہ بھی منشیات سپلائی میں ملوث ہے۔ یونیورسٹی میں سیکورٹی گارڈ نے منشیات سپلائی کرنے والے ایک شخص کو پکڑ کر پولیس کے حوالے کیا، جس سے شراب اور چرس برآمد ہوئی ہے۔ پولیس اور سیکورٹی اہلکاروں کی تفتیش پر ملزم نے گرلز ہاسٹل میں مقیم ایک طالبہ کا نام بھی لیا اور بتایا کہ منشیات سپلائی میں وہ بھی ملوث ہے۔ پولیس نے طالبہ سے بھی تفتیش شروع کردی ہے۔ گرفتار شخص طلحہ اور طالبہ نے شیراز نامی شخص کا نام لیا ہے، جو اُن سے منشیات سپلائی کراتا ہے۔ دوسری جانب یونیورسٹی ترجمان کا کہنا ہے کہ انتظامیہ بھی منشیات سپلائی کرنے والے گروہ کا پتہ لگانے میں مصروف ہے۔'' (روزنامہ جنگ، ۲۹ رمارچ ۲۰۱۷ء)

اسی طرح سات ماہ بعد یہ خبر بھی اخبارات کی زینت بنی کہ:

۳:.... ''جنوبی پنجاب کی سب سے بڑی ملتان کی بہاء الدین زکریا یونیورسٹی میں منشیات فروشی کا انکشاف ہوا ہے۔ یونیورسٹی انتظامیہ کا موقف ہے کہ منشیات فروشی میں سیکورٹی گارڈ، طلبہ، اور دیگر عملہ ملوث ہے۔ رپورٹ کے مطابق ریزیڈنٹ آفیسر راؤ مقرب کے مطابق رپورٹ موصول ہونے پر تمام ڈیٹا انتظامیہ کو فراہم کردیا گیا تھا، جب کہ یونیورسٹی حکام اپنے طور پر بھی تحقیقاتی کمیٹی تشکیل دے کر کام کررہے ہیں۔ دوسری جانب یونیورسٹی میں منشیات فروشی کے انکشاف کے بعد یونیورسٹی انتظامیہ کا کہنا ہے کہ واقعے کی تحقیقات جاری ہیں اور اگر کوئی بھی ملوث پایا گیا تو اس

کے خلاف کارروائی عمل میں لائی جائے گی۔" (روزنامہ جنگ، ۲۵؍اکتوبر ۲۰۱۷ء)

ظاہر ہے کہ کرپشن ہو یا عصری اداروں میں منشیات کا استعمال، جس معاشرے میں یہ دونوں چیزیں پنپ اور پرورش پارہی ہوں، وہ معاشرہ کسی بھی اعتبار سے صحت مند اور مثالی معاشرہ نہیں کہلا سکتا، بلکہ ایسا معاشرہ جان بلب اور تباہی کے دہانے کھڑا متصوّر ہوگا۔ یہ دونوں بیماریاں ہمارے ملک اور ہمارے مستقبل کے معماروں کو اندر سے کھوکھلا کیے ہوئے ہیں۔ سوال یہ ہے کہ ہمارے ملک اور عصری اداروں میں یہ دونوں بیماریاں کیوں در آئیں؟ اور اس کا ذمہ دار کون ہے؟

حقیقت کی نظر سے دیکھا جائے تو اس کا ذمہ دار ہمارا نظامِ تعلیم اور اربابِ اقتدار ہیں۔ نظامِ تعلیم پر اس لئے ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ ہم نے عصری اداروں میں وہ نظامِ تعلیم رائج کیا ہوا ہے جو اسلامی تعلیمات سے یکسر خالی ہے، جس میں عقائد، عبادات، معاملات، معاشرت اور اخلاق جیسی ضروری اور بنیادی باتیں بالکل معدوم ہیں۔ اس کے ساتھ یہ تصور کہ اللہ تعالیٰ ہمارا خالق، ہمارا مالک، ہمارا رازق اور ہمارا پالنہار ہے، اس نے چندروزہ زندگی، آخرت بنانے کے لئے دی ہے۔ یہ دنیا اور اس کی ہر چیز فانی ہے، دنیا میں کیے گئے ہر ہر عمل اور ہر ہر کام کا آخرت میں مجھے حساب دینا ہے۔ ان بنیادی چیزوں پر نظامِ تعلیم کا استوار ہونا تو دور کی بات ہے، اس کا تذکرہ تک نہیں کیا جاتا، حالانکہ خوفِ خدا اور فکرِ آخرت وہ ایسی بنیادیں ہیں، اگر ان کو نظامِ تعلیم کا حصہ بنایا جاتا تو آج ہمارا معاشرہ مثالی معاشرہ ہوتا۔

اس لئے کہ جب تک دل میں اللہ تعالیٰ کا خوف، آخرت کی فکر اور اللہ تعالیٰ کے سامنے جواب دہی کا احساس نہیں ہوگا، اس وقت تک جھوٹ، فریب، رشوت، چوری، ڈکیتی، خود غرضی، مفاد پرستی، اقربا پروری اور اختیارات کا بے جا استعمال جیسی موذی اور مہلک آفتوں سے نہیں بچا جاسکتا۔ چنانچہ آج دیکھ لیں جرائم کو روکنے کے لئے پولیس کے اوپر پولیس، ایک محکمہ کے اوپر دوسرا محکمہ، ایک قانون کے اوپر دوسرا قانون بنایا جارہا ہے، لیکن ان پولیس والوں، محکموں اور ان قوانین کا کیا حشر ہورہا ہے! حالانکہ عدالتیں اپنی جگہ کام کررہی ہیں، پولیس اپنی جگہ کام کررہی ہے، انسدادِ رشوت ستانی اور "نیب" جیسے ادارے موجود ہیں، جن پر کروڑوں اور اربوں روپے کے مصارف لگ رہے ہیں۔

ہمارے ملک اور معاشرے میں مادی اعتبار سے کسی چیز کی کمی نہیں، اگر کچھ کمی اور قلت ہے تو ان اسلامی تعلیمات اور اسلامی اقدار کی پاسداری کی ہے، جن کو ہمارے نظامِ تعلیم میں اپنایا نہیں گیا، جس کا ثمرہ ہے کہ آج ہمارا پورا نظامِ زندگی تلپٹ ہوچکا ہے اور سارا معاشرہ بگاڑ اور ناہمواری کا شکار ہے۔

جن تعلیمی اداروں میں تعلیم پانے والوں کے دل و دماغ اور ذہنوں میں "مادیت" عہدہ، منصب اور معیارِ زندگی کو بلند سے بلند تر کرنے کی افادیت اور اہمیت بٹھائی گئی ہو، تو وہاں دورانِ تعلیم ہی بعض طلبہ جھنجھلاہٹ اور ڈپریشن کا شکار ہوجاتے ہیں اور سکون پانے کے لئے وہ ان نشہ آور چیزوں کی طرف لپکتے ہیں اور دوسری طرف دنیا کے پجاری اور دولت کے رسیا ہماری اس نوجوان نسل کی جانوں سے کھلواڑ کرکے اپنی ہوس کو پورا کرتے ہیں۔ اگر ان کے نصابِ تعلیم میں قرآن کریم اور سنت نبویہ ﷺ کی نصوص، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی مثالی زندگی اور اولیائے کرامؒ کی قناعت والی زندگی کے واقعات شامل ہوتے تو یہ کبھی ڈپریشن اور جھنجھلاہٹ کا شکار نہ ہوتے، اور نہ ہی منشیات کی طرف ان کا رُجحان ہوتا۔

اور دوسری طرف صاحبانِ اقتدار اور ملکی اداروں کی بڑی بڑی پوسٹوں پر براجمان ہونے والے افسران صاحبان ہیں، جنہوں نے اقتدار کے حصول اور اعلیٰ پوسٹوں پر فائز ہونے کے لئے کثیر سرمایہ خرچ کیا ہوا ہوتا ہے، تو اقتدار اور اعلیٰ پوسٹ کے ملتے ہی وہ قومی خزانہ سے لوٹ کھسوٹ، عوامی طبقہ سے رشوت، اور ناجائز ذرائع سے دولت کا حصول اپنے لئے نہ صرف جائز سمجھتے ہیں، بلکہ اس کو اپنا پیدائشی حق بھی تصور کرتے ہیں۔

حالانکہ ان اللہ کے بندوں کو معلوم ہونا چاہیے کہ قومی خزانے کی چوری اور خیانت کسی کی ذاتی جائیداد اور مال و متاع کی چوری سے زیادہ خطرناک ہے، اس لئے کہ کسی خاص شخص سے اس کی شخصی ملکیت میں بے جا تصرف سے تو معافی یا اُن کے حقوق کی واپسی سے معاملہ صاف ہوسکتا ہے، لیکن قومی خزانے اور اجتماعی اموال کی چوری اور خیانت میں معافی یا حقوق کی واپسی ایک دشوار امر ہے، اسی لئے اس کی سنگینی کو ظاہر کرنے کے لئے چند احادیث نقل کی جاتی ہیں، تاکہ ایسے حضرات کو احساس ہو کہ ہم کتنا بڑا جرم اور اپنے لئے کتنا بڑا خسارے کا سودا کررہے ہیں۔ قومی خزانے میں لوٹ مار اور خیانت کرنے والوں کی فریاد قیامت کے دن

بے اثر ہوگی، جیسا کہ حضرت ابو ہریرہؓ کی حدیث میں وارد ہے:

ترجمہ:"حضرت ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ: رسول کریم ﷺ نے ایک دن ہمارے سامنے خطبہ ارشاد فرمایا اور (اس خطبہ کے دوران) مالِ غنیمت میں خیانت کا ذکر فرمایا، چنانچہ آپ ﷺ نے اس کو بہت بڑا گناہ بتایا اور بڑی اہمیت کے ساتھ اس کو بیان کیا اور پھر فرمایا کہ:"خبردار!" میں تم میں سے کسی کو قیامت کے دن اس حال میں نہ دیکھوں کہ وہ اپنی گردن پر بلبلاتے ہوئے اونٹ کو لادے ہوئے (میدانِ حشر میں) آئے (یعنی جو شخص مالِ غنیمت میں سے مثلاً: اونٹ کی خیانت کرے گا وہ شخص میدانِ حشر میں اس حالت میں آئے گا کہ اس کی گردن پر وہی اونٹ سوار ہوگا اور بلبلا رہا ہوگا) اور پھر مجھ سے یہ کہے کہ: یارسول اللہ! میری فریادرسی (شفاعت) کیجئے اور میں اس کے جواب میں یہ کہہ دوں کہ میں (اب) تمہاری کسی چیز کا ذمہ دار نہیں ہوں، کیونکہ میں نے تمہیں (شریعت کے احکام) پہنچادیئے تھے (یعنی تمہیں پہلے ہی آگاہ کردیا گیا تھا کہ مالِ غنیمت میں خیانت یا کسی چیز میں ناحق تصرف بہت بڑا گناہ ہے) (اور خبردار!) میں تم میں سے کسی کو قیامت کے دن اس حال میں نہ دیکھوں کہ وہ اپنی گردن پر ممیاتی ہوئی بکری لادے ہوئے آئے اور پھر مجھ سے یہ کہے کہ یارسول اللہ! میری فریادرسی کیجئے اور میں اس کے جواب میں یہ کہہ دوں کہ: میں (اب) تمہاری کسی چیز کا ذمہ دار نہیں ہوں، کیونکہ میں نے تمہیں (شریعت کے احکام) پہنچادیئے تھے۔ (اور خبردار!) میں تم میں سے کسی کو قیامت کے دن اس حال میں نہ دیکھوں کہ وہ اپنی گردن پر کسی چلاتے ہوئے آدمی کو (یعنی اس غلام یا باندی کو جو اس نے غنیمت کے قیدیوں میں سے خیانت کرکے لئے ہوں) لادے ہوئے آئے اور پھر مجھ سے یہ کہے کہ: یارسول اللہ! میری فریادرسی کیجئے اور میں اس کے جواب میں یہ کہہ دوں کہ: میں (اب) تمہاری کسی چیز کا ذمہ دار نہیں ہوں، کیونکہ میں نے تمہیں (شریعت کے احکام) پہنچادیئے تھے۔ (اور خبردار! میں تم میں سے کسی کو قیامت کے دن اس حال میں نہ دیکھوں کہ وہ اپنی گردن پر لہراتے ہوئے کپڑے رکھے ہوئے آئے اور پھر مجھ سے یہ کہے کہ: یارسول اللہ! میری فریادرسی کیجئے اور میں اس کے جواب میں یہ کہہ دوں کہ میں (اب) تمہاری کسی چیز کا ذمہ دار نہیں ہوں، کیونکہ میں نے تمہیں شریعت کے احکام پہنچادیئے تھے۔ (خبردار!) میں تم میں سے کسی کو قیامت کے دن اس حال میں نہ دیکھوں کہ وہ اپنی گردن پر سونا چاندی لادے ہوئے آئے اور پھر مجھ سے یہ کہے کہ: یارسول اللہ! میری فریادرسی کیجئے اور میں اس کے جواب میں یہ کہہ دوں کہ: میں (اب) تمہاری کسی چیز کا ذمہ دار نہیں ہوں، کیونکہ میں نے تمہیں شریعت کے احکام پہنچادیئے تھے۔"

(صحیح مسلم، ج:۳، ص:۱۴۶۱، باب غلظ تحریم الغلول، ط: داراحیاء التراث العربی، بیروت)

اسی طرح قومی خزانے میں چوری اور خیانت کرنے والوں کو حضور اکرم ﷺ نے جہنم کی وعید سنائی ہے، جیسا کہ ایک حدیث میں وارد ہے:

ترجمہ:"حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ خیبر کے سال نکلے، تو ہمیں غنیمت میں نہ سونا ہاتھ آیا نہ چاندی، البتہ کپڑے اور مال واسباب ملے، رسول اللہ ﷺ وادی القریٰ کی جانب چلے اور آپ ﷺ کو ایک کالا غلام ہدیہ میں دیا گیا تھا، جس کا نام مدعم تھا، جب لوگ وادی القریٰ میں پہنچے تو مدعم آپ ﷺ کے اونٹ کا پالان اُتار رہا تھا، اتنے میں اس کو ایک تیر آلگا اور وہ مرگیا، لوگوں نے کہا: اس کے لئے جنت کی مبارک بادی ہو، نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ہرگز نہیں، قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! وہ چادر جو اس نے خیبر کی لڑائی میں غنیمت کے مال میں سے تقسیم سے قبل لی تھی، اس پر آگ بن کر بھڑک رہی ہے۔ جب لوگوں نے یہ سنا تو ایک شخص ایک یا دو تسمے لے کر رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یہ آگ کا ایک تسمہ ہے یا فرمایا: آگ کے دو تسمے ہیں۔"

(صحیح البخاری، ج:۸، ص:۱۴۳، باب: ہل یدخل فی الایمان والنذر والارض والغنم والزروع والامتعۃ، ط: دارطوق النجاۃ، بیروت)

ایک صحابیؓ نے حضور ﷺ کو غنیمت کے موقع پر جمع شدہ مال دیر سے جمع کرایا تو آپ ﷺ نے لینے سے انکار کردیا اور فرمایا: قیامت کے دن خود ہی اس کا حساب اللہ تعالیٰ کو دینا، جیسا کہ حضرت عبداللہ بن عمروؓ کی حدیث میں آیا ہے:

ترجمہ:"حضرت عبداللہ بن عمروؓ کہتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ جب مالِ غنیمت کو جمع کرا کر تقسیم کرنے کا ارادہ فرماتے تو حضرت

بلال رضی اللہ عنہ کو (اعلان کرنے کا) حکم دیتے، چنانچہ وہ لوگوں کے درمیان اعلان کردیتے اور (اس اعلان کو سنتے ہی) لوگ اپنی اپنی غنیمت لے آتے (یعنی جس کے پاس ہوتا) پھر آپ ﷺ مالِ غنیمت کو تقسیم فرمادیتے۔ (ایک دفعہ ایک شخص (مالِ غنیمت میں سے خمس نکالنے اور اس کو مجاہدین کے درمیان تقسیم کرنے کے) ایک دن بعد بالوں کی بنی ہوئی ایک مہار لے کر آیا اور عرض کیا کہ: ”یارسول اللہ! جو مالِ غنیمت ہمارے ہاتھ لگا تھا اس میں یہ مہار بھی تھی۔“ آپ ﷺ نے فرمایا کہ: ”بلال رضی اللہ عنہ نے تین بار جو اعلان کیا تھا اس کو تم نے سنا تھا؟ اس نے کہا کہ: ”ہاں! میں نے سنا تھا۔“ آپ ﷺ نے فرمایا: ”پھر اس کو (اسی وقت) لانے سے تمہیں کس چیز نے روکا تھا؟“ اس نے (اس تاخیر کے لیے) کوئی عذر بیان کیا، آپ ﷺ نے فرمایا: ”بس (اب) یوں ہی رہو (یعنی اس کو اپنے پاس ہی رکھو، اب تو) کل قیامت کے دن ہی اس کو لے کر آنا (اور تب اللہ کو اس کا جواب دینا) میں (اب) اس کو تم سے ہرگز نہ لوں گا۔“ (سنن ابی داؤد، ج:۳، ص:۲۱، باب فی الغلول إذا کان یسیرا تترکہ الامام ولا یحرق رحلہ، ط: دارالکتاب العربی، بیروت)

حضور اکرم ﷺ، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے اپنے ادوار میں مالِ غنیمت میں خیانت سے جمع شدہ مال بطورِ سزا جلوادیا، جیسا کہ ایک حدیث میں ہے:

ترجمہ: ”رسول اللہ ﷺ، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مالِ غنیمت میں خیانت کرنے والے کا سامان واسباب جلادیا اور اس کی پٹائی بھی کی۔“ (سنن ابی داؤد، ج:۳، ص:۲۲، باب فی عقوبۃ الغال، ط: دارالکتاب العربی، بیروت)

حضور اکرم ﷺ کا ارشاد ہے کہ: خائن کی خیانت پر پردہ ڈالنا بھی خیانت کے زمرہ میں آتا ہے، جیسا کہ حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے:

ترجمہ: ”رسول اللہ ﷺ فرمایا کرتے تھے: جس شخص نے مالِ غنیمت میں خیانت کرنے والے کی خیانت کو چھپایا تو گناہ گار ہونے کے اعتبار سے وہ بھی خیانت کرنے والے کی طرح ہے۔“ (سنن ابی داؤد، ج:۳، ص:۲۲، باب النہی عن الستر علی من غل، ط: دارالکتاب العربی، بیروت)

آج کل اداروں میں بااثر اور من پسند لوگوں کو بچانے کی کوشش کی جاتی ہے اور اس طرح اس کا کیس بنایا جاتا ہے کہ آگے چل کر وہ معصوم اور پاک وصاف بن کر قوم کے سامنے آتا ہے، ایسے لوگوں کو یہ حدیث اپنے پیشِ نظر رکھنی چاہیے کہ ایسے لوگ بھی مشترکہ دولت میں خیانت کرنے والوں کی طرح مجرم ہیں، کیونکہ جس قوم میں رشوت کا لینا دینا بڑھ جاتا ہے، وہ قوم، ملک اور معاشرہ اندر سے کھوکھلا اور بزدل بن جاتا ہے، جیسا کہ ایک حدیث میں وارد ہے:

ترجمہ: ”رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے: جس قوم میں زنا عام ہوجائے تو ان کو قحط سالی کے ذریعہ سزا دی جاتی ہے اور جس قوم میں رشوت عام ہوجائے تو ان کو (دشمن کے) رعب کی سزا دی جاتی ہے۔“ (مشکوٰۃ، ص:۳۱۳، ط: قدیمی)

آخر میں شیخ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہٗ کا ایک ارشاد نقل کیا جاتا ہے، آپؒ کا ارشاد ہے کہ: ”اہل ایمان کی خواہ بدکار ہی ہوں‘ عزت کرو اور ان کو نیک کاموں کا حکم اور برے کاموں سے منع کرتے رہو۔ اور بدکار لوگوں کی صحبت سے بچو، لیکن ان کو حقیر اور اپنے کو بڑا سمجھتے ہوئے نہیں۔“ آگے فرمایا کہ: ”ایمان اصل ہے، باقی سب اس کی فروع ہیں۔ ایمان کی فکر کی جائے۔ بظاہر ایمان اور اس کا باقی رہنا آسان نظر آتا ہے، لیکن واقعہ میں بہت مشکل ہے، بجز فضلِ خداوندی اس کی کوئی صورت نہیں، اس لئے تو شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہٗ نے فرمایا:

ایماں چوں سلامت بلب گور بریم
احسنت زہے چستی و چالاکی

ترجمہ: ”جب ہم لب گور تک ایمان سلامت لے جائیں تو آفریں، پھر ہماری چستی اور چالاکی صد مبارک باد ہے۔“

ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ حق بات کہنے، سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق مرحمت فرمائے، مستقبل کے معماروں، ہمارے ملک اور ملکی اداروں کی حفاظت فرمائے اور ہم سب کو اعمالِ صالحہ کرنے کی توفیق اور اعمالِ سیئہ سے بچنے کی استطاعت نصیب فرمائے، آمین۔

وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ أجمعین

اے خاصۂ خاصانِ رُسل وقتِ دعا ہے!

شیخ الحدیث مولانا زاہد الراشدی مدظلہ

امریکی صدر ٹرمپ نے بیت المقدس کو اسرائیل کا دارالحکومت تسلیم کر کے امریکی سفارت خانہ وہاں منتقل کرنے کا اعلان کر دیا ہے اور اس مسئلہ پر عالم اسلام کے ساتھ ساتھ اقوام متحدہ اور عالمی برادری کے اب تک چلے آنے والے اجتماعی موقف کو بھی مسترد کر دیا ہے جس پر دنیائے اسلام اس کے خلاف سراپا احتجاج ہے۔ اس مذمت و احتجاج میں عالمی رائے عامہ کے سنجیدہ حلقے برابر کے شریک ہیں لیکن سوال یہ ہے کہ اسلامی سربراہ کانفرنس کی تنظیم او آئی سی اور عرب لیگ اس سلسلہ میں مذمت واحتجاج سے آگے بڑھ کر عملی طور پر کیا اقدامات کرتی ہے؟ مذمت واحتجاج کا سلسلہ تو ایک صدی سے جاری ہے، ضرورت عملی اقدامات کی ہے اور اس کے لئے پوری دنیا کی نظریں مسلمان حکمرانوں اور عرب حکومتوں پر ہیں۔ خدا کرے کہ وہ ''ٹرمپائزیشن'' کے سحر سے نکل کر اس طرف کوئی عملی پیش رفت کر سکیں۔

اب سے چودہ برس قبل فلسطین کو اسرائیل میں تبدیل کرنے کے حوالہ سے برطانیہ کے کردار کا ہم نے مختصراً ایک مضمون میں ذکر کیا تھا جبکہ امریکا اسی برطانوی کردار کے تسلسل کو آگے بڑھانے میں مصروف عمل ہے۔ یہ مضمون دوبارہ قارئین کی خدمت میں پیش کیا جا رہا ہے جس سے بیت المقدس اور فلسطین کے بارے میں اسرائیل، امریکا اور اس کے حواریوں کے مستقبل کے عزائم کا اندازہ کیا جا سکتا ہے۔ گزشتہ ربع صدی کے دوران عالمی استعمار کی گرفت دنیا کے معاملات پر جس طرح مضبوط سے مضبوط تر ہوئی ہے اور وہ جس دیدہ دلیری اور بے فکری سے اپنے ایجنڈے پر عملدرآمد کو تیز سے تیز تر کرتے چلے جا رہے ہیں اور مسلم قیادت جس طرح خواب غفلت میں مدہوش دکھائی دے رہی ہے اس پر ہم اپنے جذبات و احساسات عالم تصور میں آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور اس درخواست کی صورت میں ہی کر سکتے ہیں کہ

اے خاصۂ خاصانِ رُسل وقتِ دعا ہے
امت پہ تری آ کے عجب وقت پڑا ہے

روزنامہ نوائے وقت لاہور نے ۱۵ مارچ ۲۰۰۳ء کو ایک اسرائیلی اخبار کے حوالہ سے خبر دی ہے کہ اسرائیل کے وزیر دفاع جنرل موفاز نے کہا ہے کہ چند روز تک عراق پر ہمارا قبضہ ہوگا اور ہمارے راستے میں جو بھی رکاوٹ بنے گا اس کا حشر عراق جیسا ہی ہوگا۔ جنرل موفاز نے خلافت عثمانیہ کا حوالہ بھی دیا ہے کہ عثمانی خلیفہ سلطان عبدالحمید نے ہمیں فلسطین میں جگہ دینے سے انکار کیا تھا جس کی وجہ سے ہم نے نہ صرف ان کی حکومت ختم کر دی بلکہ عثمانی خلافت کا بستر ہی گول کر دیا۔ اب جو اسرائیل کی راہ میں مزاحم ہوگا اسے اسی انجام سے دوچار ہونا پڑے گا۔

اسرائیلی وزیر دفاع کے اس بیان سے یہ حقیقت ایک بار پھر واضح ہوگئی ہے کہ عراق پر امریکی حملے کا منصوبہ دراصل صیہونی عزائم کی تکمیل کے لئے ہے اور اس عالمی پروگرام کا حصہ ہے جو عالم اسلام کے وسائل پر قبضہ اور اسرائیلی سرحدوں کو وسیع اور مستحکم کرنے کے لئے گزشتہ ایک صدی سے تسلسل کے ساتھ جاری ہے اور اس میں امریکا، برطانیہ اور ان کے اتحادی مسلسل سرگرم عمل ہیں۔

آج سے ایک صدی قبل سلطان عبدالحمید (ثانی) خلافت عثمانیہ کے تاجدار تھے جن کا تذکرہ جنرل موفاز نے اپنے مذکورہ بیان میں کیا ہے۔ خلافت عثمانیہ کا دارالسلطنت استنبول (قسطنطنیہ) تھا اور فلسطین، اردن، عراق، شام، مصر اور حجاز سمیت اکثر عرب علاقے ایک عرصہ سے خلافت عثمانیہ کے زیر نگین تھے۔ فلسطین خلافت عثمانیہ کا صوبہ تھا اور بیت المقدس کا شہر بھی عثمانی سلطنت کے اہم شہروں میں شمار ہوتا تھا۔ یہودی عالمی سطح پر فلسطین میں آباد ہونے اور اسرائیلی ریاست کے قیام کے ساتھ ساتھ بیت المقدس پر قبضہ کر کے مسجد اقصیٰ کی جگہ ہیکل سلیمانی تعمیر کرنے کا پروگرام بنا چکے تھے اور اس کے لئے مختلف حوالوں سے راہ ہموار کرنے کی کوششوں میں لگے ہوئے تھے۔ سلطان عبدالحمید مرحوم نے اپنی یادداشتوں میں لکھا ہے کہ یہودیوں کی عالمی تنظیم کا وفد ان کے پاس آیا اور ان سے درخواست کی کہ انہیں فلسطین میں آباد ہونے کی اجازت دی جائے۔ چونکہ عثمانی سلطنت کے قانون کے مطابق یہودیوں کو فلسطین میں آنے کی اور بیت المقدس کی زیارت کی اجازت تو تھی مگر وہاں زمین خریدنے اور آباد ہونے

کی اجازت نہیں تھی۔ چنانچہ بیسویں صدی کے آغاز تک پورے فلسطین میں یہودیوں کی کوئی بستی نہیں تھی، یہودی دنیا کے مختلف ممالک میں بکھرے ہوئے تھے اور کسی ایک جگہ بھی ان کی ریاست یا مستقل شہر نہیں تھا۔ سلطان عبدالحمید مرحوم نے یہ درخواست منظور کرنے سے انکار کر دیا کیونکہ اسرائیل، بیت المقدس اور فلسطین کے بارے میں یہودیوں کا عالمی منصوبہ ان کے علم میں آچکا تھا اس لئے ان کے لئے یہ ممکن نہیں تھا کہ وہ اس صورتحال میں یہودیوں کو فلسطین میں آباد ہونے کی اجازت دیتے۔

سلطان مرحوم کا کہنا ہے کہ دوسری بار یہودی لیڈروں کا وفد ان سے ملا تو یہ پیشکش کی کہ ہم سلطنت عثمانیہ کے لئے ایک بڑی یونیورسٹی بنانے کے لئے تیار ہیں جس میں دنیا بھر سے یہودی سائنس دانوں کو اکٹھا کیا جائے گا اور سائنس اور ٹیکنالوجی میں ترقی کے لئے یہودی سائنسدان خلافت عثمانیہ کا ہاتھ بٹائیں گے۔ اس کے لئے انہیں جگہ فراہم کی جائے اور مناسب سہولتیں مہیا کی جائیں۔ سلطان عبدالحمید مرحوم نے وفد کو جواب دیا کہ وہ یونیورسٹی کے لئے جگہ فراہم کرنے اور ہر ممکن سہولتیں دینے کو تیار ہیں بشرطیکہ یہ یونیورسٹی فلسطین کی بجائے کسی اور علاقہ میں قائم کی جائے۔ یونیورسٹی کے نام پر وہ یہودیوں کو فلسطین میں آباد ہونے کی اجازت نہیں دیں گے لیکن وفد نے یہ بات قبول نہ کی۔

سلطان عبدالحمید مرحوم نے لکھا ہے کہ تیسری بار پھر یہودی لیڈروں کا وفد ان سے ملا اور یہ پیشکش کی کہ وہ جتنی رقم چاہیں انہیں دے دی جائے گی مگر وہ صرف یہودیوں کی ایک محدود تعداد کو فلسطین میں آباد ہونے کی اجازت دے دیں۔ سلطان مرحوم نے اس پر سخت غیظ وغضب کا اظہار کیا اور وفد کو ملاقات کے کمرے سے فوراً نکل جانے کی ہدایت کی نیز اپنے عملہ سے کہا کہ آئندہ اس وفد کو دوبارہ ان سے ملاقات کا وقت نہ دیا جائے۔

اس کے بعد ترکی میں خلافت عثمانیہ کے فرمانروا سلطان عبدالحمید مرحوم کے خلاف سیاسی تحریک کی آبیاری کی گئی اور مختلف الزامات کے تحت عوام کو ان کے خلاف بھڑکا کر ان کی حکومت کو ختم کرا دیا گیا۔ چنانچہ حکومت کے خاتمہ کے بعد انہوں نے بقیہ زندگی نظر بندی کی حالت میں بسر کی اور اسی دوران مذکورہ یادداشتیں تحریر کیں۔ انہوں نے لکھا ہے کہ انہیں خلافت سے برطرفی کا پروانہ دینے کے لئے جو وفد آیا اس میں ترکی پارلیمنٹ کا یہودی ممبر قرصو بھی شامل تھا جو اس سے قبل مذکورہ یہودی وفد میں بھی شریک تھا۔ اور یہ اس بات کی علامت تھی کہ سلطان مرحوم کے خلاف سیاسی تحریک اور ان کی برطرفی کی یہ ساری کارروائی یہودی سازشوں کا شاخسانہ تھی جس کی تصدیق اب تقریباً ایک صدی گزر جانے کے بعد اسرائیلی وزیر دفاع جنرل موفاز نے بھی مذکورہ بیان میں کر دی۔

سلطان عبدالحمید مرحوم ایک باغیرت اور باخبر حکمران تھے جنہوں نے اپنی ہمت کی حد تک خلافت کا دفاع کیا اور یہودی سازشوں کا راستہ روکنے کی ہر ممکن کوشش کرتے رہے لیکن ان کے بعد بننے والے عثمانی خلفاء کٹھ پتلی حکمران ثابت ہوئے جن کی آڑ میں مغربی ممالک اور یہودی اداروں نے خلافت عثمانیہ کے خاتمے کے ایجنڈے کی تکمیل کی اور ۱۹۲۴ء میں خلافت کا خاتمہ ہو گیا۔ ترکوں نے عرب دنیا سے لاتعلقی اختیار کر کے ترک نیشنلزم کی بنیاد پر سیکولر حکومت قائم کر لی، جبکہ مکہ مکرمہ کے گورنر حسین شریف مکہ نے، جو اردن کے موجودہ حکمران شاہ عبداللہ کے پردادا تھے، خلافت عثمانیہ کے خلاف مسلح بغاوت کر کے عرب خطہ کی آزادی کا اعلان کر دیا۔ انہیں یہ جھانسہ دیا گیا تھا کہ خلافت عثمانیہ کے خاتمہ کے بعد ان کی خلافت عالم اسلام میں قائم ہو جائے گی مگر ان کے ایک بیٹے کو عراق اور دوسرے بیٹے کو اردن کا بادشاہ بنا کر ان کی عرب خلافت کا خواب سبوتاژ کر دیا گیا۔ جبکہ حجاز مقدس پر آل سعود کے قبضہ کی راہ ہموار کر کے حسین شریف کو نظر بند کر دیا گیا جنہوں نے باقی زندگی اسی حالت میں گزاری۔

اس دوران فلسطین پر برطانیہ نے قبضہ کر کے اپنا گورنر بٹھا دیا جس نے یہودیوں کو اجازت دے دی کہ وہ فلسطین میں آ کر جگہ خرید سکتے ہیں اور آباد ہو سکتے ہیں۔ چنانچہ دنیا کے مختلف ممالک سے منظم پروگرام کے تحت یہودیوں نے فلسطین میں آ کر آباد ہونا شروع کیا۔ وہ فلسطین میں جگہ خریدتے تھے اور اس کی دوگنی چوگنی قیمت ادا کرتے تھے۔ فلسطینی عوام نے اس لالچ میں جگہیں فروخت کیں اور علماء کرام کے منع کرنے کے باوجود محض دوگنی قیمت کی لالچ میں یہودیوں کو فلسطین میں آباد ہونے کا موقع فراہم کیا۔ اس وقت مفتی اعظم فلسطین الحاج سید امین الحسینی اور ان کی حمایت میں عالم اسلام کے سرکردہ علماء کرام نے فتویٰ صادر کیا کہ چونکہ یہودی فلسطین میں آباد ہو کر اسرائیلی ریاست قائم کرنا چاہتے ہیں اور بیت المقدس پر قبضہ ان کا اصل پروگرام ہے اس لئے یہودیوں کو فلسطین کی زمین فروخت کرنا شرعاً جائز نہیں ہے۔ یہ فتویٰ دیگر بڑے علماء کرام کی طرح حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ نے بھی جاری کیا جو ان کی کتاب ”بوادر النوادر“ میں موجود ہے۔ مگر فلسطینیوں نے اس کی کوئی پرواہ نہ کی اور دنیا کے مختلف اطراف سے آنے والے یہودی فلسطین میں بہت سی زمینیں خرید کر اپنی بستیاں بنانے اور آباد ہونے میں کامیاب ہو گئے۔ حتیٰ کہ ۱۹۴۵ء میں اقوام متحدہ نے یہودیوں کو فلسطین کے ایک حصے کا حقدار

تسلیم کرکے ان کی ریاست کے حق کو جائز قرار دے دیا اور فلسطین میں اسرائیل اور فلسطین کے نام سے دو الگ الگ ریاستوں کے قیام کی منظوری دے دی جس کے بعد برطانوی گورنر نے اقتدار یہودی حکومت کے حوالہ کردیا۔

یہ اس بیان کا مختصر سا پس منظر ہے جس میں اسرائیلی وزیر دفاع کے جنرل موفاذ نے خلافت عثمانیہ کے فرمانروا سلطان عبدالحمید مرحوم کی معزولی اور خلافت عثمانیہ کے خاتمہ میں یہودی کردار کا ذکر کیا ہے۔اس سے اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ عالم اسلام کے دشمن کس قدر چوکنا، باخبر اور مستعد ہیں اور اس کے مقابلہ میں ہماری بے حسی، بے خبری اور ناعاقبت اندیشی کی سطح کیا ہے؟ اللہ تعالیٰ ہمارے حال پر رحم فرمائیں، آمین یارب العالمین۔

(روزنامہ اوصاف اسلام آباد، ۹؍دسمبر ۲۰۱۷ء)

پھول نگر ختم نبوت سیمینار میں شرکت

مولانا محمد عابد کمال، پشاور

استاذ محترم مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی مدظلہ کی رفاقت و سرکردگی میں ۱۲؍نومبر کو ملتان سے لاہور کا سفر ہوا، چیچہ وطنی میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ساہیوال ڈویژن کے مبلغ مولانا عبدالحکیم حفظہ اللہ کی دعوت پر چند منٹ ریلوے اسٹیشن والی مسجد میں قیام ہوا۔ جہاں مسجد کے خطیب قاری محمد اصغر عثمانی نے اپنے رفقاء سمیت مبلغین ختم نبوت کا خیر مقدم کیا۔ خیر خیریت معلوم کرنے اور سلام دعا کے بعد پھول نگر (بھائی پھیرو) کے لئے روانہ ہوئے۔

بھائی پھیرو میں ختم نبوت سیمینار: تنظیم الائمہ مساجد اور اہل مدارس نے ”حنیف شادی ہال“ میں ختم نبوت سیمینار کا اہتمام کیا، جس کی دو نشستیں ہوئیں۔ پہلی نشست بعد نماز ظہر منعقد ہوئی، جس میں تلاوت قاری وکیل احمد نے کی، جب کہ نعت ایک طالب علم طاہر محمود نے پیش کی۔ مقامی وکلاء جناب سلمان سرور ایڈووکیٹ اور رانا عتیق الرحمن، رانا حشمت علی خان نے سیمینار؛ خیر مقدم کرتے ہوئے پیشکش کی اور کہا کہ ہم اپنی تحصیل کی حد تک کورٹس میں ختم نبوت کی مفت وکالت اپنے کے لئے باعث سعادت سمجھتے ہیں، جب کبھی ہماری ضرورت ہو تو ہم ناموس رسالت کے تحفظ اور عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے کسی قربانی سے دریغ نہیں کریں گے۔

علماء کرام میں مولانا سفیان معاویہ، مفتی اسداللہ، مولانا کلیم اللہ نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ دینی مدارس ختم نبوت کی ہر تحریک میں پیش پیش رہے ہیں اور آئندہ بھی کسی قربانی سے دریغ نہیں کریں گے۔

دوسری نشست بعد نماز عصر منعقد ہوئی، جس کی صدارت مولانا خالد زبیر نے کی۔ تلاوت کی سعادت قاری اعجاز احمد خان نے حاصل کی۔ پنجابی زبان میں شاندار نظم قاری تنویر معاویہ نے پڑھی راؤ سرور، راقم محمد عابد کمال، علاقائی ایم این اے جناب رانا محمد حیات اور استاذ العلماء مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی کی تقاریر ہوئیں، انتظامات مولانا عبدالمجید امجد، مولانا عبدالعزیز، مولانا ظہیر احمد راؤ، مفتی حفیظ الرحمن، مفتی عبدالرحمن نے انجام دیے۔

ایم این اے رانا محمد حیات نے کہا کہ حلفیہ بیان کے خاتمہ سے ترمیم نادانستگی میں ہوئی، جس کی وضاحت آچکی ہے۔ مسلم لیگ (ن) کی حکومت عقیدۂ ختم نبوت کی حفاظت میں کوئی کوتاہی نہیں کرے گی۔

راقم محمد عابد کمال نے کہا کہ پنجاب بڑا بھائی ہے ہم چھوٹے ہیں۔ پنجاب کے علماء کرام مشائخ عظام قادیانیت کے مقابلہ میں جو قدم اٹھائیں گے، خیبرپختونخواہ کے علماء و مشائخ اور عوام ان کے شانہ بشانہ ہوں گے۔

استاذ محترم مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے قادیانیت کے مقابلہ میں ختم نبوت کی ایک سو سال سے زیادہ تحریک ختم نبوت میں علماء کرام، مشائخ عظام کی خدمات پر روشنی ڈالی، نیز انہوں نے کہا کہ ۱۹۷۴ء کی تحریک ختم نبوت کے نتیجہ میں اس وقت کی قومی اسمبلی جس میں علماء کرام کے علاوہ بڑے بڑے سیکولر اور لبرل لیڈرز بھی تھے اس کے باوجود قومی اسمبلی نے ایک متفقہ آئینی ترمیم کے ذریعہ قادیانیوں کے دونوں گروپوں کو کافر قرار دیا اور اسی دور میں شناختی کارڈ اور نامزدگی فارمز میں حلفیہ بیان لازم قرار دیا گیا۔ حال ہی میں حلفیہ بیان کو اقرار کے ساتھ تبدیل کیا گیا۔ امت مسلمہ کے تمام طبقات نے اس پر صدائے احتجاج بلند کی۔ اگلے دن قومی اسمبلی اور سینیٹ نے سابقہ حلفیہ بیان بحال کردیا، لیکن ابھی تک اس کا نوٹیفکیشن جاری نہیں ہوا لہٰذا رانا محمد حیات ایم این اے اپنا اثر ورسوخ استعمال کرتے ہوئے نوٹیفکیشن جاری کرائیں۔

نیز انہوں نے کہا کہ قائد جمعیت مولانا فضل الرحمن نے ختم نبوت و قادیانیت کے سلسلہ میں جو بل اسمبلی میں جمع کرایا ہے۔ رانا صاحب کا فرض بنتا ہے کہ وہ جب بل کی باری آئے تو بل کے حق میں بھرپور آواز اٹھائیں۔

نیز انہوں نے رانا محمد حیات ایم این اے سے کہا کہ وہ اپنی حکومت سے کہہ کر راجہ ظفر الحق کمیٹی کے فیصلہ کو منظر عام پر لائیں اور ملزموں کو قرار واقعی سزا دلوائیں۔

سیمینار مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی کی دعا پر مغرب کی اذان کے وقت اختتام پذیر ہوا۔ بعد میں ایم این اے نے مولانا شجاع آبادی سے نجی ملاقات میں توقعات پورا کرنے کا وعدہ کیا۔

جھوٹ بولنے کا گناہ!

حضرت مولانا مفتی عبدالرؤف سکھروی مدظلہ

جھوٹ ایک بُری عادت ہے اور یہ ایک ایسی بُرائی ہے جو نہ صرف مذہب وملت بلکہ انسانی معاشرہ میں بھی اچھی نہیں سمجھی جاتی، کیونکہ ایک اچھا معاشرہ قائم ہونے کے لئے ضروری ہے کہ اس معاشرہ کے افراد کو ایک دوسرے پر اعتماد ہو، جبکہ ''جھوٹ'' اس اعتماد کی بنیاد کو اکھاڑنے والا ہے، کیونکہ جب لوگوں میں جھوٹ کی عادت پڑ جائے تو اس کے بعد وہ کوئی بھی بات کریں گے تو سننے والے کے لئے اعتماد کرنا مشکل ہوگا کہ یہ سچ کہہ رہا ہے یا جھوٹ؟ اور جب لوگوں کا ایک دوسرے پر اعتماد نہ رہے تو حسن معاشرت قائم نہیں ہوسکتی۔ عام طور پر لوگ اپنے بچاؤ کے لئے جھوٹ بولتے ہیں، حالانکہ ظاہری طور پر اگرچہ ایسا نظر آتا ہے کہ جھوٹ بول کر بچ جائیں گے لیکن حقیقت میں یہ جھوٹ ہلاکت میں ڈالنے والی چیز ہے، دنیا اور آخرت کی نجات ''سچ'' ہی میں ہے اور احادیث مبارکہ میں بھی جھوٹ سے بچنے کی بہت زیادہ تاکید کی گئی ہے، حتی کہ روایت میں آتا ہے کہ مومن کے اندر اور بُری عادتیں تو ہوسکتی ہیں لیکن جھوٹ جیسی عادت نہیں ہوسکتی، جس سے معلوم ہوا کہ جھوٹ بولنا مومن کا کام نہیں بلکہ حدیث شریف میں اس کو نفاق کی علامت بتلایا گیا ہے۔

جھوٹ بُرائی کی دعوت دیتا ہے جس کا انجام جہنم ہے، جھوٹ کی نحوست یہ ہے کہ اس کی وجہ سے رزق میں تنگی ہوجاتی ہے اور فرشتے جھوٹ کی بدبو کی وجہ سے انسان سے دور چلے جاتے ہیں، اسی لئے مذاق اور خوش طبعی میں بھی جھوٹ بولنا جائز نہیں اور جھوٹ ہی درحقیقت بُرائیوں کی جڑ ہے جو آدمی کو کفر ونفاق تک پہنچادیتی ہے۔ مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب قدس اللہ سرہ سورۂ بقرہ کی آیت: ''ولھم عذاب الیم بما کانوا یکذبون'' کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

''آیات مذکورہ میں منافقین کے عذاب الیم کی وجہ: ''بما کانوا یکذبون'' یعنی ان کے جھوٹ بولنے کو قرار دیا ہے، حالانکہ ان کے کفرو نفاق کا جرم سب سے بڑا تھا اور دوسرے جرائم مسلمانوں سے حسد، ان کے خلاف سازشیں بھی بڑے جرائم تھے مگر ''عذاب الیم'' کا سبب ان کے جھوٹ بولنے کو قرار دیا، اس میں یہ اشارہ پایا جاتا ہے کہ جھوٹ بولنے کی عادت اُن کا اصلی جرم تھا، اسی بُری عادت نے ان کو کفرونفاق تک پہنچا دیا تھا، اس لئے جرم کی حیثیت اگرچہ کفرونفاق کی بڑھی ہوئی ہے مگر ان سب خرابیوں کی جڑ اور بنیاد جھوٹ بولنا ہے، اس لئے قرآن کریم نے جھوٹ بولنے کی بُت پرستی کے ساتھ جوڑ کر اس طرح ارشاد فرمایا ہے: ''فاجتنبوا الرجس من الاوثان واجتنبوا قول الزور'' یعنی بُت پرستی کی نجاست سے اور جھوٹ بولنے سے بچو۔''

جھوٹ کی مذمت سے متعلق ذیل میں چند احادیث ملاحظہ فرمائیں:

۱:... ''عن عبداللّٰہ قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم ایاکم والکذب فان الکذب یھدی الی الفجور وان الفجور یھدی الی النار وان الرجل لیکذب ویتحری الکذب حتی یکتب عنداللّٰہ کذابا وعلیکم بالصدق فان الصدق یھدی الی البر وان البر یھدی الی الجنۃ وان الرجل لیصدق ویتحری الصدق حتی یکتب عنداللّٰہ صدیقا۔'' (سنن ابی داؤد،۴:۴۹۸۹)

ترجمہ: ''حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم لوگ جھوٹ سے بچو، اس لئے کہ جھوٹ (انسان) کو گناہ کی طرف لے جاتا ہے اور گناہ (انسان) کو دوزخ کی طرف لے جاتا ہے اور آدمی جھوٹ بولتا ہے پھر وہ جھوٹ بولتے بولتے اللہ تعالیٰ کے نزدیک جھوٹا لکھ دیا جاتا ہے اور تم لوگ سچ بولنے کو لازم کرلو کیونکہ سچ انسان کو نیکی کی طرف لے جاتا ہے اور نیکی جنت کی طرف لے جاتی ہے اور انسان سچ بولتا ہے پھر سچ بولتے بولتے انسان اللہ تعالیٰ کے ہاں سچا لکھ دیا جاتا ہے۔''

۲:... ''عن عبداللّٰہ بن عمرو، ان رجلا جاء الی النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم فقال: یا رسول اللّٰہ! ما عمل

الجنة؟ قال: الصدق، واذا صدق العبد بر، واذا بر آمن، واذا آمن دخل الجنة، قال: یا رسول اللہ! ما عمل النار؟ قال: الکذب اذا کذب العبد فجر، واذا فجر کفر، واذا کفر دخل یعنی النار۔“
(مسند احمد:۱۷۶/۲)

ترجمہ:”حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ایک آدمی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: یارسول اللہ! جنتی عمل کیا ہے؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سچ بولنا، جب بندہ سچ بولتا ہے تو نیکی کرتا ہے اور جب نیکی کرتا ہے تو ایمان لاتا ہے اور جب ایمان لے آیا تو جنت میں داخل ہوجائے گا، پھر اس نے پوچھا یارسول اللہ! جہنمی عمل کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جھوٹ بولنا، جب بندہ جھوٹ بولتا ہے تو گناہ کرتا ہے اور جب گناہ کرتا ہے تو کفر کرتا ہے اور جب کفر کرتا ہے تو جہنم میں داخل ہوجائے گا۔“

۳:...”عن عبداللہ بن عمرو ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال اربع من کن فیہ کان منافقا خالصا ومن کانت فیہ خصلة منهن کانت فیہ خصلة من النفاق حتی یدعها اذا اوتمن خان واذا حدث کذب واذا عاهد غدر واذا خاصم فجر۔“ (صحیح بخاری:۳۲/۱)

ترجمہ:”حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: چار عادتیں جس کسی میں ہوں تو وہ پورا منافق ہے اور جس کسی میں ان چاروں میں سے ایک عادت ہو تو اس میں نفاق کی ایک عادت ہے جب تک اسے چھوڑ نہ دے (وہ یہ ہیں) جب اس کے پاس امانت رکھوائی جائے تو امانت میں خیانت کرے اور جب بات کرے تو جھوٹ بولے اور جب (کسی سے) عہد کرے تو اسے دھوکا دے اور جب (کسی سے) لڑے تو گالیاں دے۔“

۴:...”عن ابی هریرة، قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: لا یومن العبد الایمان کله، حتی یترک الکذب فی المزاحة، ویترک المراء وان کان صادقا۔“ (مسند احمد:۳۴۸/۱۳)

ترجمہ:”حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: آدمی اس وقت تک پورا ایماندار نہیں بنتا یہاں تک کہ ہنسی مذاق میں بھی جھوٹ بولنا چھوڑ دے اور اگرچہ سچا ہو پھر بھی جھگڑے کو چھوڑ دے۔“

> رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:”جب بندہ جھوٹ بولتا ہے تو (انسان کی حفاظت کرنے والے) فرشتے اس جھوٹ کی بدبو کی وجہ سے ایک میل دور چلے جاتے ہیں۔“

۵:...”عن قیس بن ابی حازم، قال: سمعت ابابکر رضی اللہ عنه یقول: ایاکم والکذب، فان الکذب مجانب للایمان، هذا موقوف، وهو الصحیح، وقد روی مرفوعا۔“
(السنن الکبریٰ للبیہقی:۳۳۲/۱۰)

ترجمہ:”حضرت قیس بن حازم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ: اے لوگو! جھوٹ سے بچو! کیونکہ جھوٹ ایمان کے خلاف ہے۔“

۶:...”عن صفوان بن سلیم انه قال قیل لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایکون المؤمن جبانا فقال نعم فقیل له ایکون المومن بخیلا فقال نعم فقیل له ایکون المؤمن کذابا فقال لا۔“
(موطا مالک:۱۴۴۳/۵)

ترجمہ:”حضرت صفوان بن سلیم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ کیا مومن بزدل ہوسکتا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں! پھر پوچھا گیا کہ کیا مومن بخیل ہوسکتا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں! پھر پوچھا گیا کہ کیا مومن جھوٹا ہوسکتا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نہیں!“

۷:...”الکذب ینقص الرزق. (الخرائطی فی مساوی الاخلاق عن ابی هریرة)۔“ (کنز العمال:۶۲۳/۳)

ترجمہ:”حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جھوٹ رزق میں کمی پیدا کرتا ہے۔“

۸:...”وعن ابن عمر قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: اذا کذب العبد تباعد عنه الملک میلا من نتن ما جاء به۔“
(رواہ الترمذی، مشکوٰۃ المصابیح:۱۳۶۱/۳)

ترجمہ:”حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ

عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب بندہ جھوٹ بولتا ہے تو (انسان کی حفاظت کرنے والے) فرشتے اس جھوٹ کی بدبو کی وجہ سے ایک میل دور چلے جاتے ہیں۔"

تشریح:

جس طرح مادی چیزوں میں خوشبو اور بدبو ہوتی ہے اسی طرح اچھے اور بُرے کلمات میں بھی خوشبو اور بدبو ہوتی ہے، جس کو اللہ تعالیٰ کے فرشتے اسی طرح محسوس کرتے ہیں جس طرح ہم مادی چیزوں میں خوشبو اور بدبو محسوس کرتے ہیں۔ چنانچہ جھوٹی بات اس قدر بدبودار ہوتی ہے کہ حفاظت کرنے والے فرشتے اس کی بدبو کی وجہ سے ایک میل دور چلے جاتے ہیں۔

9:... ترجمہ: "حضرت بہز بن حکیم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے میرے والد نے میرے دادا سے حدیث بیان کی کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے: اس شخص کے لئے ہلاکت ہے جو لوگوں کو ہنسانے کے لئے باتیں کرتے ہوئے جھوٹ بولے، اس کے لئے ہلاکت ہے، اس کے لئے ہلاکت ہے۔" (سنن الترمذی، ۳/۵۵۷)

مذکورہ بالا آیات واحادیث سے معلوم ہوا کہ جھوٹ بولنا بڑا سنگین گناہ ہے اور ہنسی مذاق میں بھی جائز نہیں، لہٰذا مسلمانوں کو اس گناہ سے بچنا چاہئے اور ہمیشہ سچ بولنے کی عادت ڈالنی چاہئے اور بچوں کو بھی سچ بولنا سکھانا اور جھوٹ بولنے سے بچانا چاہئے۔

معاشرہ میں رائج جھوٹ کی چند مثالیں:

ہمارے معاشرہ میں جھوٹ کی بعض ایسی صورتیں رائج ہوگئی ہیں کہ ان میں مبتلا شخص اپنے آپ کو جھوٹ بولنے والا نہیں سمجھتا، یہاں تک کہ جو لوگ حلال و حرام، جائز و ناجائز کا اور شریعت پر چلنے کا کچھ اہتمام کرتے ہیں، ان میں بھی جھوٹ کی بعض صورتیں پائی جاتی ہیں جن کو وہ جھوٹ نہیں سمجھتے، حالانکہ ان کے ایسا سمجھنے میں دوہرا گناہ ہے، ایک جھوٹ بولنے کا اور دوسرے اس گناہ کو گناہ نہ سمجھنے کا۔ ذیل میں توجہ دلانے کے لئے اس کی چند مثالیں لکھی جاتی ہیں تاکہ انہیں پڑھ کر جھوٹ سے بچنے کی فکر پیدا ہو۔

جھوٹا میڈیکل سرٹیفکیٹ:

بعض اداروں میں ملازم کو ماہانہ رسالانہ چند چھٹیوں کا اختیار ہوتا ہے جن پر تنخواہ کی کٹوتی نہیں ہوتی، ان میں سے بعض چھٹیاں اتفاقی ہوتی ہیں اور بعض بیماری کی ہوتی ہیں، اب جس ملازم کی اتفاقی چھٹیاں پوری ہوجائیں اور وہ کسی کام سے چھٹی کرنا چاہے تو اس کی تنخواہ سے کٹوتی ہوگی، اس کٹوتی سے بچنے کے لئے میڈیکل سرٹیفکیٹ بنالیا جاتا ہے، جس میں لکھا جاتا ہے کہ یہ شخص بیمار ہے اور اتنے دن آرام کی ضرورت ہے، حالانکہ حقیقت میں ملازم بیمار نہیں ہوتا، چنانچہ اس سرٹیفکیٹ کی بنیاد پر وہ بیماری کی چھٹیاں منظور کرواتا ہے جس پر تنخواہ نہیں کٹتی۔ یہ جھوٹا میڈیکل سرٹیفکیٹ بنواتا ہے اور سراسر "جھوٹ" میں داخل ہے اور ناجائز ہے اور بعض اوقات جھوٹا سرٹیفکیٹ بنوانے کے لئے رشوت بھی دینی پڑ جاتی ہے، تو جھوٹ کے ساتھ ساتھ رشوت کا گناہ بھی ہوا، لیکن آج کل جھوٹا سرٹیفکیٹ بنوانا عام بات ہے اور اس کو اکثر جھوٹ نہیں سمجھا جاتا حالانکہ یہ صریح جھوٹ ہے اور حرام ہے جس سے بچنا ضروری ہے۔

جھوٹا کیریکٹر سرٹیفکیٹ:

بعض اوقات آدمی کو کیریکٹر سرٹیفکیٹ کی ضرورت پیش آجاتی ہے جس میں سرٹیفکیٹ جاری کرنے والا یہ لکھتا ہے کہ اس شخص کو اتنے سال سے جانتا ہوں، یہ اچھے آدمی ہیں اور ان کا اخلاق و کردار بہت اچھا ہے۔ حالانکہ بعض اوقات سرٹیفکیٹ جاری کرنے والا اس آدمی کو پہچانتا بھی نہیں ہے، بس کچھ پیسے لے کر سرٹیفکیٹ جاری کردیتا ہے۔ اس طرح کا سرٹیفکیٹ جاری کرنا جھوٹ میں داخل ہے، نیز یہ جھوٹی گواہی بھی ہے اور بسا اوقات اس میں رشوت دینے اور لینے کا گناہ بھی شامل ہوجاتا ہے۔

نام کے ساتھ "سیّد، صدیقی، فاروقی، عثمانی" لکھنا:

بہت سے لوگ اپنے ناموں کے ساتھ ایسے الفاظ اور القاب لکھتے ہیں جو واقعہ کے مطابق نہیں ہوتے، مثلاً کسی شخص نے اپنے نام کے ساتھ "سیّد" لکھ دیا جبکہ حقیقت میں وہ "سیّد" نہیں ہے یا وہ صدیقی یا فاروقی یا عثمانی نہیں ہے، لیکن وہ اپنے نام کے ساتھ بے دھڑک صدیقی یا فاروقی یا عثمانی لکھ دیتا ہے۔ یہ بھی جھوٹ میں شامل ہے اور ناجائز اور حرام ہے۔

نام کے ساتھ "مولانا" لکھنا:

اسی طرح بعض لوگ باقاعدہ درسِ نظامی کی تعلیم حاصل کئے ہوئے نہیں ہوتے لیکن تھوڑا بہت کتابوں کے مطالعہ سے معلومات حاصل کرکے اپنے نام کے ساتھ "مولانا" لکھنا شروع کردیتے ہیں، یہ بھی خلافِ واقعہ اور جھوٹ ہے، کیونکہ "عالم"، "مولانا" کا لفظ اس شخص کے لئے استعمال ہوتا ہے جو درسِ نظامی کا باقاعدہ فارغ التحصیل ہو۔

یہ سب جھوٹ کی وہ صورتیں ہیں جو ہمارے معاشرے میں پھیلی ہوئی ہیں، ان سب سے بچنا چاہئے، اللہ تعالیٰ ہمیں جھوٹ سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

(بشکریہ ماہنامہ دارالعلوم کراچی، دسمبر ۲۰۱۷ء)

☆☆......☆☆

خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

بیان: حضرت مولانا حافظ پیر ناصر الدین خاکوانی مدظلہ
ضبط وترتیب: مولانا محمد قاسم

خطبہ مسنونہ کے بعد فرمایا:

اما بعد! فاعوذ باللّٰہ من الشیطٰن الرجیم۔ بسم اللّٰہ من الرحمٰن الرحیم: انا اعطینک الکوثر فصل لربک وانحر ان شانئک ھو الابتر (الکوثر)

وقال النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم: فضلت علی الانبیاء بست: اعطیک جوامع الکلم، ونصرت بالرعب، واحلت لی الغنائم، وجعلت لی الارض مسجداً وطھوراً، و بعثت الی الخلق کافۃ، و ختم بی النبیون۔ (مسلم، ج:۱، ص:۱۹۹)

میرے محترم المقام علماء کرام، معززین حاضرین مجلس اور اہل ایمان بھائیو! جن اکابر نے جو بھی گفتگو کی ختم نبوت کے حوالہ سے، یا دین کے کسی بھی گوشہ اور کسی بھی موضوع کے حوالہ سے یہ فقیر ان کی تصدیق کرتا ہے۔ چونکہ مجھے حکم ہوا ہے اور میرے دل میں بھی ایک سوال آتا ہے، وہ یہ کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء ہیں، آخری نبی ہیں۔ اس میں کوئی شک نہیں! اور یہ بات اوّل کاملہ سے بھی ثابت ہوچکی ہے اور یہ نظری مسئلہ علماء کی محنت شاقہ اور مسلسل بیانات سے امت کے عام افراد کو بھی معلوم ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ''خاتم النبیین'' ہیں اور ختم نبوت ہمارا اساسی مسئلہ ہے، نہیں! بلکہ اس فقیر کے نزدیک امت کے لئے موت وحیات کا مسئلہ ہے۔

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیوں؟ بات اتنی ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی تھے۔ نبوت نے کیا وہ بات پیدا کردی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں، یا امت کے لئے کیا اہمیت آگئی کہ ہمارے لئے موت وحیات کا مسئلہ بن گیا؟

ایک بات یہ ہے کہ کم وبیش ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبر آئے اور آخر میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے۔ بس! اور یہ بات پہلے بھی تھی، اب بھی ہے۔ اکبر بادشاہ نے بھی اسی ''ختم نبوت'' کی بات کو سامنے رکھ کر ''دین شاہی'' ایجاد کیا تھا، ''دین اکبری'' ایجاد کیا تھا۔ اس نے ایک معنی سمجھا تھا ''ختم نبوت'' کا کہ اب نبوت ختم ہوگئی، اب تقلید دین کی ضرورت نہیں رہی، اب انسان کی عقل کامل ہوگئی' لہٰذا اب مسائل شرعی نقول اور فتاویٰ جات سے حل کرنے کی ضرورت نہیں! وہ ایک مدت تھی ایک ہزار سالہ دین کی تبلیغ کی، وہ ختم ہوگئی۔ اب ہزارہ دوم شروع ہونے والا ہے، اب عقل کی بادشاہی ہوگی۔ چلو بھئی! مان لیتے ہیں کہ عقل کی بادشاہی ہوگی لیکن جب بات چلی تو عقل ہر ایک کی الگ الگ، یہاں جتنے بیٹھے ہیں سب کی عقلیں اپنی اپنی۔ عقل کے نتیجہ میں اختلاف کے سوا اور کچھ نہیں، دو آدمیوں کی سوچ برابر نہیں ہوسکتی۔ پھر مسئلہ کھڑا ہوا، پھر وہی اختلاف۔ بھئی اس کو کیسے حل کیا جائے؟ تو انہوں نے حل نکالا اس بات کا اس طور طریقہ پر - اور یہ مسئلہ پڑھایا! ابوالفضل نے اکبر کو - کہ بادشاہ کو بادشاہت اللہ کی طرف سے ملتی ہے، اور یہ ''ظل اللہ فی الارض'' ہے، اللہ کا سایہ ہے زمین میں، مخلوق کی مصلحتیں اس سے وابستہ ہیں، کام اس سے وابستہ ہوتا ہے' تو اللہ نے اس کو خاص عقل دی ہے، تو اس کی عقل کو عقل کل سمجھا جائے! اور ابتداً یہ بات اور یہ منشور تیار کیا گیا کہ دین کے اختلافی امور میں، علماء وائمہ ومجتہدین کے اختلافی امور میں، اور مختلف مذاہب کے اختلافی امور میں ترجیحی رائے بادشاہ کی ہوگی۔ جو بادشاہ فیصلہ کرے گا، وہی درست ہوگا! نتیجہ جو نکلنا تھا، نکلا۔ جو ستم ہونا تھا، ہوا۔ اور ساری مشق ستم امت محمدیہ پر ہوئی۔

تو میرے دوستو! پہلے اس بات کو سمجھ لیں، یہ مقدمہ ہے۔ اگر یہ سمجھ میں آجائے تو پھر ''ختم نبوت'' کی اہمیت سمجھ میں آئے گی۔ بات یہ ہے کہ انسان کیوں پیدا کیا گیا؟ کس نے پیدا کیا؟ کس نے بھیجا؟ کیا ایجنڈا دے کر بھیجا؟ پھر اس نے جانا کہاں ہے؟ اور اس کے بعد کیا ہوگا؟ یہ وہ مسائل ہیں جو کسی نے حل نہیں کئے۔ لوگوں نے مختلف تدبیریں کیں، فلاسفہ نے عقل کا زور مارا مگر عقل میں اختلاف آیا، لوگوں نے محنت اور مجاہدہ کو اختیار کیا کہ نفس کو مشقت میں ڈالا جائے تو اس میں قوت اور بصیرت پیدا ہوجاتی ہے لہٰذا اس کو آزمایا، مگر نتیجہ؟ پانچ آدمیوں کی محنت سے نتیجہ ایک نہ ہوا۔ پھر اشراقیین آئے، انہوں نے مشائیین کے نظریہ کو غلط ثابت کرتے ہوئے یہ کہا کہ اپنے قلب پر محنت کرو اور توجہ کے ذریعہ سے سمجھو! عالم بالا تک پہنچو! مگر پھر بھی نہیں پہنچ سکے نتیجہ پر، خدا کی ذات اور اس کی صفات کے بارہ میں کچھ نہیں کہہ سکے۔ صرف ایک ذریعہ اس زندگی کے لاینحل مسائل کا تھا، جس نے ایسا حل پیش کیا کہ اس میں کوئی اختلاف نہیں اور وہ حقیقت تک پہنچا، اور وہ ہے: ''علم وحی''۔

''علم وحی'' ایسا علم ہے جس کے بارہ میں اللہ

تبارک وتعالیٰ نے شروع سے انسان کو ایک ہدایت دی تھی، وہ کیا؟ ”قلنا اھبطوا منھا جمیعا“ (البقرہ:۳۸) کہ ”تم اترو!“ جنت میں کچھ عرصہ رکھ کر پھر ایک آزمائش میں مبتلا کرکے بات سمجھادی۔ آدم علیہ السلام تائب ہوئے ممنوعہ درخت کے کھانے سے، اللہ نے توبہ قبول فرمائی۔ شیطان مردود ہوا سجدہ نہ کرنے سے، دونوں کو اترنے کا حکم ہوا۔ اترتے وقت اللہ نے ایک حقیقت بتلادی کہ تم اترو گے، زمین پر جاؤ گے، یہاں تمہاری دشمنی ہے‘ وہاں بھی رہے گی۔ شیطان نے اختیار لے لئے کہ اللہ مجھے مہلت دے! جس کے سبب تو نے مجھے راندۂ درگاہ کیا ہے، مجھے مہلت دے کہ میں اس سے بدلہ لوں گا۔ مجھے قیامت تک کے لئے موت نہ دے! اللہ نے مہلت دے دی۔ پھر کہا کہ مجھے اس کے خون تک رسائی دیدے، اللہ نے دے دی۔ کہا کہ مجھے وسوسہ القاء کرنے کی ایسی قوت دیدے کہ میں بُرے اعمال کو اچھا کرکے دکھاؤں اور یہ مان لے، یہ قوت بھی دے دی۔ کہا کہ میں اسے نظر نہ آؤں‘ یہ مجھے نظر آئے، یہ بھی دے دی۔ اب رہ کیا گیا؟ خوش ہوا کہ میں اب کسی کو جنت میں نہیں جانے دوں گا، میں بھی خوب بدلہ لوں گا: ”لاحتنکن ذریتہ الا قلیلا“ (الاسراء:۶۲)۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: تجھے جو کچھ کرنا ہے‘ کرلے، اپنے لاؤ لشکر سمیت کرلے۔ لیکن ایک دن جب تو میرے پاس آئے گا تو تیرے لئے جہنم ہوگی، اور جو میرے بندے ہیں وہ تیرے داؤ میں نہیں آئیں گے، میں بھی انہیں ایک ہتھیار دے دوں گا۔ وہ ہتھیار کیا ہے؟ میں انہیں توبہ کا ہتھیار دے دوں گا۔ سو سال تک شرک کرتا رہے گا، صدقِ دل سے معافی مانگ کر آئندہ نہ کرنے کا عہد کرے گا تو میں سارا معاف کردوں گا۔ یہ سن کر وہ چیخا۔ لیکن ساتھ ہی اللہ نے ایک اور ہدایت دی جس کے بارہ میں میں عرض کرنا چاہتا ہوں، وہ سمجھیں! اللہ نے فرمایا: ”قلنا اھبطوا منھا جمیعا“ ”تم وہاں جاؤ گے، یہ کشمکش رہے گی اور اس کے نتیجہ میں اولادِ آدم بھٹکے گی۔ کوئی کسی راستہ پر چلے گا، کوئی کسی راستہ پر۔ اللہ تک پہنچنے کا راستہ ایک ہے، تم نے میرے ہی پاس آنا ہے۔ تو میں وقتاً فوقتاً ہدایت بھیجوں گا یہاں سے: ”فاما یاتینکم منی ھدیً فمن تبع ھدای“...... پس جو شخص میری بھیجی ہوئی ہدایت کی پیروی کرے گا......”فلاخوف علیھم ولاھم یحزنون“ اسے کوئی خوف نہیں ہوگا ماضی میں کوئی غلط کام کیا اس کے نتیجہ میں اور مستقبل کے اندیشہ میں، اور کوئی ڈر نہیں ہوگا۔ تو معلوم ہوا کہ ”عاصم عن الخطا“ یعنی آدمی کے ذہن کو خطا سے بچانے والی چیز اور ”معصوم عن الخطا“ یعنی خود غلطی سے بچی ہوئی چیز‘ وہ ایک ہی علم ہے، اور وہ ہے: ”علمِ وحی“ قیامت تک کے لئے۔ ٹھیک ہے؟ اور وہ آئے گا انبیاء کے ذریعہ سے۔ ایک جگہ پر فرمایا: ”فمن تبع ھدای فلا خوف علیھم ولا ھم یحزنون“ (البقرہ:۳۸) اور دوسری جگہ فرمایا: ”فمن اتبع ھدای فلا یضل ولا یشقی“ (طٰہٰ:۱۲۳)...... جو میری ہدایت کی پیروی کرے گا نہ گمراہ ہوگا نہ بدبخت ہوگا......۔ تو معلوم ہوا کہ انسان کی ہدایت کے لئے اللہ نے آسمان سے ہدایت بھیجنے کا ایک وعدہ کیا تھا کہ جو اس کی اتباع کرے گا وہ جنت والوں میں سے ہوگا اور جو اسے جھٹلائے گا وہ جہنمی ہوگا۔ تو گویا دنیا میں دو طبقے ہوگئے:

حزب اللہ اور حزب الشیطان۔

حزب اللہ کی قیادت وسیادت انبیاء کرام علیہم السلام کے ذمہ رہے گی۔ اس سلسلہ میں ایک لاکھ چوبیس ہزار کم وبیش انبیاء کرام علیہم السلام تشریف لائے اور کسی نے آپس میں اختلاف نہیں کیا۔ یہ بات غور سے سن لو! کسی نے آپس میں اختلاف نہیں کیا، اس معاملہ میں جس میں انسانیت کبھی متفق نہیں ہوئی تھی، وہ ہے: ”معرفتِ خداوندی“۔ اللہ کی ذات اور اس کی صفات کے معاملہ میں انسان شش وپنج میں مبتلا تھا، اسے سمجھ نہیں آتی تھی، لیکن انبیاء کرام علیہم السلام کے ذریعہ سے آنے والے علمِ وحی نے یہ معرفت کرائی۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے یہ بات اس کی سرشت میں رکھ دی تھی کہ تمام انبیاء سچے ہیں، کوئی نبی جھوٹا نہیں۔ نبی کی شان ہے یہ! اور یہ بھی نبی کی پہچان ہے کہ ایک نبی دوسرے کا مصدق اور مؤید ہوتا ہے۔ جو بھی نبی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے تشریف لائے‘ سب کی شان یہ تھی کہ وہ مصدق بھی تھے، مبشر بھی تھے، منذر بھی تھے، جہنم سے ڈرانے والے، جنت کی خوشخبری دینے والے، پھر جو ان سے پہلے نبی ہوتا، اس کی تصدیق کرنے والے ہوتے، اور جو ان کے بعد آنے والا ہوتا اس کی بشارت دیتے تھے۔ تاکہ میری امت، جو لوگ مجھ پر، ایک نبی پر ایمان لائے ہیں، میرے جانے کے بعد۔ کیونکہ انسان کو جانا ہے۔ گمراہ نہ ہوں۔ جس نے آنا تھا اس کا نام بتادیتے تھے، اس کی صفات بتادیتے تھے۔ اور یہ سلسلہ چل رہا تھا، ایک لاکھ تیئس ہزار نو سو ننانوے یا کم وبیش۔ جو اللہ کے علم میں ہے۔ کسی نے بھی خود یہ دعویٰ نہیں کیا کہ میں آخری ہوں، میرے بعد کوئی نہیں آئے گا۔ یہ ان کی صداقت ہے۔ سب نے اپنے بعد آنے والے کی بات کی، خصوصاً نبی آخرالزماں حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کی بات بھی کی۔

مدینہ منورہ میں یہود تبع بادشاہ کے ساتھ آئے تھے، جو کبھی پہلے گزرا۔ مدینہ منورہ میں جب یہ پہنچے تو ان میں اہلِ کتاب علماء جو تھے، انہوں نے درخواست کی کہ ہم یہیں رہنا چاہتے ہیں، ہمیں اجازت دے دیجئے۔ اس نے پوچھا: کیوں؟ کہنے لگے: ہم نے اپنی کتابوں میں پڑھا ہے کہ یہ وہ جگہ ہے جو نبی آخر الزماں کی دارالہجرۃ ہے۔ یہاں وہ آئیں گے، اور یہاں کے لوگ ان کی مدد کریں گے جو یہاں کے

رہنے والے ہوں گے۔ اور اس نبی کا بڑا مرتبہ ہوگا۔ ہم چاہتے ہیں کہ یہ سعادت ہمیں نصیب ہو! آپ ہمارے لئے مکان بھی بنادیجئے اور ہمیں رہنے کی اجازت بھی دیجئے۔ وہ نیک دل بادشاہ تھا، بادشاہوں کے لئے کیا مشکل ہے؟ چھ سات سو گھر بنائے اور ان کے حوالے کئے۔ اور ایک خوبصورت گھر بنایا۔ کس کے لئے؟ بادشاہ نے کہا: یہ اس آخری نبی کے لئے ہے۔ وہ آئیں گے تو ان کا قیام اس گھر میں ہوگا، یہ میں ان کے لئے بنا رہا ہوں۔ اور اس نے ایک طویل اشعار پر مشتمل قصیدہ لکھا۔ اور کہا کہ اگر میں نے وہ زمانہ پالیا تو میں خود حاضری دوں گا اور نہ پاسکا تو میری طرف سے یہ مکان ان کے لئے ہے۔ یہ وصیت کرتے جانا اور انہیں میرا اسلام بھی پہنچادینا۔ چنانچہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب تشریف لائے تو ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ اسی خاندان سے تعلق رکھتے تھے، اب اس مکان کی تولیت انہی کے ذمہ تھی، اس کی وہی دیکھ بھال کر رہے تھے۔ سب نے کہا کہ آپ ہمارے ہاں ٹھہریے......! آخر نبی آخر الزماں تھے! فرمانے لگے کہ نہیں۔ میری یہ اونٹنی مامور ہے، یہ جہاں ٹھہرے گی میں وہیں قیام کروں گا۔ وہ اونٹنی ٹھیک اسی مکان کے سامنے آکر ٹھہری اور یوں حضور صلی اللہ علیہ وسلام اسی اپنے مکان میں تشریف فرما ہوئے، کسی کا احسان نہیں! (روض الانف، ج:۱،ص:۲۴) تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ”ختم نبوت“ کا اعلان پہلے انبیاء کرتے آئے۔ اور یہ علم ودیعت کردیا گیا تھا جانوروں میں بھی، زمین و آسمان میں بھی، اور نباتات میں بھی۔

چنانچہ ایک بدو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا۔ احادیث میں آتا ہے۔ اس کے ہاتھ میں گوہ تھی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے دعوت اسلام دی، تو کہنے لگا: میں نہیں مانوں گا جب تک یہ گوہ آپ کی نبوت کی گواہی نہ دے! بخاری شریف میں آتا ہے کہ اس گوہ نے فصیح عربی زبان میں گفتگو کی، آپ نے اس سے پوچھا: تو کس کی بندگی کرتی ہے؟ کہنے لگی: میں اس خدا کی بندگی کرتی ہوں جس کا تخت آسمان میں ہے اور جس کا حکم زمین کے اندر ہے۔ پھر آپ نے پوچھا: مجھے پہچانتی ہے؟ کہتی ہے: ”یا زین یوم الدین“ اے قیامت کے دن کے دولہے! آپ کو کون نہیں پہچانتا؟ ”انت محمد رسول رب العالمین و خاتم النبیین“! یہ اس گوہ نے کہا۔ (خصائص کبریٰ للسیوطی، ج:۲،ص:۶۵)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم گزرے جبل احد سے، فرمایا: ”ھذا جبل یحبنا ونحبہ“ یہ ہم سے محبت کرتا ہے، ہم اس سے محبت کرتے ہیں (متفق علیہ، مشکوٰۃ المصابیح، ص:۲۴۰)۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے فریاد کرنے کے لئے ہرنی آئی کہ آپ کی امت کے ایک آدمی نے مجھے شکار کیا ہوا ہے، میرے بچے بھوکے ہیں، مجھے اجازت دیجئے! میں جاتی ہوں۔ آپ نے فرمایا: جاؤ! گئی اور وعدہ کرکے گئی تھی کہ میں بچوں کو دودھ پلاکر واپس آجاؤں گی، پھر اس کے بعد آگئی۔

یہ کیا تھا؟ میں نے جو حدیث پڑھی ہے، اس حدیث میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی چھ فضیلتیں بتائی ہیں کہ ان میں مجھے دوسرے انبیاء کی نسبت فضیلت دی گئی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ”ختم نبوت“ یہ اظہر من الشمس ہے کائنات کے اندر، تو اس لئے آپ نے یہ فرمایا کہ مجھے چھ فضیلتیں دی گئی ہیں۔ پہلی یہ ہے کہ میں ایسی بات کرتا ہوں الفاظ تھوڑے ہوتے ہیں، معانی بہت زیادہ ہوتے ہیں: ”اعطیت جوامع الکلم“ اور آپ کی یہ چیزیں جو ہیں، یہ صفات جو ہیں ان پر تو آج بھی نظر آتا ہے۔ یہ یاد رکھو! دو آدمیوں کا محبت کا رابطہ ہوتا ہے تو محبت ایک جذبہ ہے' جاذبہ ہے، جو محبوب کی صفات کو کھینچتا ہے۔ اسی طریقہ سے صحابہ کرامؓ کو حضور سے محبت تھی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے جو کمالات تھے وہ منتقل ہوتے تھے کسی حد تک صحابہ کرامؓ میں بھی اور امت کے اندر بھی چلے۔ آپ دیکھئے! اس امت میں یہ جوامع الکلم کی شان آئی ہے۔ اس دور کے علماء ایسے گزرے ہیں، حضرت علامہ انور شاہ کشمیریؒ کے متعلق مشہور تھا کہ آپ مختصر اور مغلق عبارت لکھا کرتے تھے، یعنی ایسے الفاظ لکھتے تھے کہ بہت سے معانی اس میں پوشیدہ ہوتے تھے۔ اور یہ مشہور تھا طالب علموں میں کہ گویا دریا کو کوزہ میں بند کرتے ہیں۔ ایک طرف یہ شان تھی! اور دوسری طرف علامہ شبیر احمد عثمانیؒ کی یہ شان تھی کہ آپ کوزہ میں سے دریا بہاتے تھے۔ تفصیل سے اجمال، اجمال سے تفصیل۔ یہ شان حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے علماء کے اندر بھی منتقل ہوئی۔

اسی طریقہ سے دوسری صفت دیکھئے! حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: ”نصرت بالرعب“ میری رعب سے مدد کی گئی۔ کیا مطلب؟ آپؐ نے خود اس کی شرح فرمائی کہ میرا دشمن مجھ سے مہینہ کی مسافت پر ہوتا ہے لیکن اس کے دل پر میرا رعب ایسا چھا جاتا ہے کہ وہ بزدل ہوجاتا ہے اور میری فتح ہوجاتی ہے۔ حق کا ایک رعب ہوتا ہے اور یہ رعب امت کے اندر منتقل ہوا ہے کسی حد تک، درجہ بدرجہ۔ جس کا نتیجہ یہ ہے کہ مدرسہ کے طالب علموں سے لوگوں کو ایٹم بم کی بو آتی ہے۔ وہ بے چارے جھوٹ نہیں بولتے، یہ وہ دہشت ہے جو ان کے دلوں میں ہے۔ ایک آدمی کا دہشت گرد ہونا' یہ اور بات ہے، اور ایک آدمی کا دہشت زدہ ہونا' یہ اور بات ہے۔ ہم دہشت گرد نہیں، واللہ، نہیں......! لیکن اہل حق جو بھی ہوں، ان کی ایک دہشت اور ایک رعب ہے، یہ اسی کی تاثیر ہے۔ کسی مدرسہ میں غیر ملکیوں کی ایک ٹیم معائنہ کے لئے آئی، دیکھا کہ وہ قرآن پڑھ رہے ہیں اور ساتھ ساتھ ہل رہے ہیں۔ قرآن پڑھتے

ہوئے آدمی ہلتا ہے۔ بعضوں نے کہا: کیوں ہلتا ہے؟ روح وجد میں آتی ہے! کوئی یوں ہلتا ہے، کوئی یوں ہلتا ہے۔ لطف آتا ہے! گانا سنتے ہوئے بھی لوگ وجد میں آتے ہیں۔ جب دیکھا کہ تین سو آدمی دارالقرآن میں بیٹھے پڑھ رہے ہیں اور سب یوں ہل رہے ہیں تو ان کے دل میں خیال آیا کہ یہ دہشت گردی کی تربیت دی جارہی ہے کہ میدان جنگ میں تھکیں نہیں، یہ ورزش کرائی جارہی ہے۔

تبلیغی جماعت کا اجتماع جہازوں سے مانیٹر کیا گیا۔ کہا: دیکھو! سب کے پاس بم ہے۔ پوچھا: کہاں بم ہے؟ کہا: سب کے ہاتھ میں کوئی چیز ہے۔ دیکھا گیا تو وہ لوٹے تھے۔ ان کو یہ بم نظر آئے۔ یہ کیا ہے؟ یہ دل کی کیفیت ظاہر ہورہی ہے: ''نصرت بالرعب''۔

پھر فرمایا: ''واحلت لی الغنائم وجعلت لی الارض مسجداً وطهوراً'' یہ شان ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی۔ اگلی بات جو ہے اس کے متعلق، یہ چونکہ ''ختم نبوت'' کا جلسہ ہے، میں کچھ عرض کرنا چاہوں گا۔ بڑے بلیغ الفاظ ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے، وہ یہ: ''وبعثت الی الخلق کافۃ'' یہ ''خلق'' کا لفظ کیا ہے؟ اس کا مصداق کون ہے؟ علم کلام والے لکھتے ہیں کہ: ''عالم امکان کو عالم خلق کہتے ہیں۔'' جب اللہ تبارک وتعالیٰ نے ''کن'' کہا تو جو مخلوق پیدا ہوئی وہ ساری کی ساری خلق ہے۔ اس میں جنت اور دوزخ بھی شامل ہے، اس میں عرش اور کرسی بھی شامل ہے، اس میں ملائک بھی شامل ہیں، اس میں جن وانس بھی شامل ہیں، جس زمانہ کے جس جگہ کے ہوں سب شامل ہیں، اور اس میں جمادات بھی شامل ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم گزرے، احد پہاڑ کو دیکھا، فرمایا: ''هذا جبل يحبنا ونحبه''۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بات جھوٹ نہیں ہوتی، مبالغہ پر مبنی نہیں ہوتی۔ اللہ کی قسم! صحیح ہے۔ اور اسی بات کو دل میں جان لو کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سچے ہیں اور تمام انبیاء سچے ہیں، اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو سچا جان کر آپ کی بات کو مان لینا یہی ایمان ہے۔

آج اس دور کے انکشافات اور ایجادات نے ہمارے عقیدہ ویقین کو کمزور کر ڈالا، ہم پروپیگنڈے کا شکار ہوگئے کہ جی ٹھیک ہے! وہ حضور تھے، وہ نبی تھے، مانتے ہیں ہم، لیکن کیا کریں؟ ساڑھے چودہ سو سال کا عرصہ گزر گیا مولوی صاحب! حالات بدل گئے، عادات بدل گئیں لوگوں کی، اقدار بدل گئیں۔ آپ کہتے ہیں کہ ہم ان کو اپنائیں! اس کا مطلب ہے کہ آپ ہمیں ساڑھے چودہ سو سال پیچھے دھکیلنا چاہتے ہیں؟ یہ تو فرسودہ نظام کو اپنانے کی بات ہوئی۔ یہ وہ لوگ بات کرتے ہیں جنہوں نے ''ختم نبوت'' کی حقیقت کو نہیں سمجھا۔ یاد رکھو! جس چیز کی ابتدا ہوتی ہے، اس کی انتہا بھی ہوتی ہے۔ اور جس چیز کی ابتدا نہیں ہوتی، اس کی انتہا بھی نہیں ہوتی۔ نبوت کی ابتدا ہے۔ کہاں سے ہے؟ حضرت آدم علیہ السلام سے۔ کسی نبی نے ''خاتم النبیین'' ہونے کا دعویٰ کیا؟ نہیں کیا! کیوں نہیں کیا؟ کہ سب سچے تھے! اور جس نے کیا وہ بھی سچا۔ (جاری ہے)

یہودیوں کے ایجنٹ قادیانیوں اور قادیانی نوازوں پر بھی گہری نظر رکھنے کی ضرورت ہے: مولانا محمد اشرف مجددی

گوجرانوالہ... عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے ضلعی امیر پیر طریقت مولانا محمد اشرف مجددی مدظلہ نے کہا ہے کہ امریکا کے یہودی صدر کی طرف سے بیت المقدس کو اسرائیلی دارالحکومت بنانے کے اعلان سے امت مسلمہ کو بیدار ہونے کی ضرورت ہے۔ پوری دنیا کے یہودی دجال کے استقبال اور اس کے لئے سازگار ماحول بنانے کے لئے سرگرم ہیں جبکہ امت مسلمہ خواب خرگوش میں پڑی ہوئی ہے۔ اسی مقصد کے تحت ایران وامریکا کے گٹھ جوڑ سے شام، عراق، یمن اور دیگر خلیجی ریاستوں میں حالات خراب کئے جارہے ہیں۔ ختم المرتبت حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی ہے کہ جامعہ دمشق کے مشرقی مینار پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام نزول فرمائیں گے اور اسرائیل میں دجال کا خاتمہ کریں گے۔ یہودی پوری کوشش کررہے ہیں کہ ان علاقوں سے مسلمانوں کا خاتمہ کیا جاسکے تاکہ دجال کو کوئی پریشانی نہ ہو مگر وہ بھول جاتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی تدبیر کے سامنے کسی کی نہیں چلتی۔ انہوں نے کہا کہ اسرائیل اور یہودیوں سے پاکستان کی سلامتی کو بھی خطرہ ہے۔ یہودیوں کے ایجنٹ قادیانیوں اور قادیانی نوازوں پر بھی گہری نظر رکھنے کی ضرورت ہے۔ پاکستان میں موجودہ خراب صورتحال کے پیچھے اسی لابی کا ہاتھ ہے۔ مسلم لیگ ن کے اقتدار کے بیڑے کو کوئی اور نہیں ڈبو رہا، خود مسلم لیگ ن کی صفوں اور حکومت میں شامل قادیانی اور قادیانی نواز ہی اس کے ذمہ دار ہیں۔ حکومت کو چاہئے کہ سرکاری عہدوں پر فائز قادیانیوں اور قادیانی نوازوں کو کلیدی اسامیوں سے ہٹادے وگرنہ حکومت کا جانا تو ٹھہر چکا ہے، مگر اب وہ ذلت سے جائے گی اور اپنے ماتھے پر منکرین ختم نبوت کی حفاظت وسرپرستی کا تمغہ لے کر جائے گی۔ ان خیالات کا اظہار انہوں نے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ضلع گوجرانوالہ کی شوریٰ کے اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے کیا۔ اجلاس سے مولانا حافظ محمد یوسف عثمانی، پروفیسر حافظ محمد انور، مولانا مفتی غلام نبی ضیا، سید احمد حسین زید، مولانا محمد عارف شامی، مولانا عبدالرشید نے بھی خطاب کیا۔ انہوں نے حکومت پنجاب سے مطالبہ کیا کہ رانا ثناء اللہ کو غیر ذمہ دارانہ بیانات کی وجہ سے فوری طور پر سبکدوش کیا جائے اور حالات کو مزید خراب ہونے سے بچایا جائے۔

مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ

ایک خصوصی نشست

انٹرویو: ڈاکٹر قاری محمد طاہر، مدیر ماہنامہ "التجوید" فیصل آباد

دو سفید براق کپڑوں، شلوار قمیص میں ملبوس سفید ٹوپی اوڑھے چارپائی پر دراز تھے۔ ہم نے کمرے کے دروازے سے السلام علیکم کہا، آواز سنتے ہی انہوں نے ہماری طرف نظریں گھمائیں، ہمیں دیکھتے ہی بجلی کی سی پھرتی کے ساتھ چارپائی پر اٹھ کر بیٹھ گئے۔ خندہ رو ہو کر فرمانے لگے "حضرت تشریف لائیے" ان کے ساتھ ہماری شناسائی آج کی نہیں عرصہ کی ہے اسی طویل محبت کا سہارا لے کر میں نے عرض کیا: جناب آپ میرا نام بھول گئے میرا نام حضرت نہیں صرف محمد طاہر ہے۔ ماہنامہ التجوید کا مدیر ہوں۔ میرے جملے سنتے ہی چہرے پر بشاشت دوڑ گئی تبسم سے چہرہ کھل گیا، کمرے کے اندر آنے کا حکم دیا اور کہنے لگے: آپ ہمارے بزرگوں سے قریبی تعلق رکھنے والے ہیں، آپ بھی ہمارے بزرگ ہیں ہم اپنے بزرگوں کو کب بھولنے والے ہیں، ہمارے اکابر کے تعلق کے حوالے سے آپ ہمارے بھی بزرگ ہی نہیں، ہمارے مربی ہیں۔

میں نے عرض کیا: آپ کی محبت اور عزت افزائی اور تکریم پر شکر گزار ہوں۔ اسی دم زور سے اپنے خادم کو پکارے، "انس! جلدی سے کرسی لاؤ" آپ نے بیٹھنے کا اشارہ فرمایا۔ میں نے تعمیل کی لیکن میرے بیٹھنے تک وہ خود کھڑے ہی رہے۔ یہ ان کی تواضع کا انداز، ان کی عظمت اور اعلیٰ اخلاق کی دلیل تھی جو ان کو اپنے اکابر بزرگوں سے ورثہ میں ودیعت ہوا تھا۔

میں نے عرض کیا: مولانا آپ کا وقت بہت قیمتی ہے اور دنیا خود متاع قلیل ہے۔ اگر اجازت ہو تو اس متاع قلیل سے کچھ اپنا حصہ بانٹ لوں۔ اس سوال پر آنکھیں جھکا لیں، جو ان کی تواضع اور انکساری کا پتہ دے رہی تھیں۔ میں نے سوالیہ انداز اختیار کیا۔ مولانا اجازت ہو تو کچھ سوالات ذاتی زندگی کے حوالے سے پوچھ لوں۔ فرمانے لگے: تعارف نامے تو بڑے بڑے نامی گرامی اور مشاہیر کے ہوتے ہیں، میں تو حقیر فقیر سا انسان ہوں۔ بہرحال جو آپ پوچھیں گے یادداشت کے مطابق عرض کروں گا۔ اس طرح سوال جواب کی نشست جمی۔

سوال: مولانا! آپ کی پیدائش کب، کہاں ہوئی؟

جواب: میری پیدائش دسمبر ۱۹۴۵ء کی ہے۔ گویا تشکیل پاکستان سے ڈیڑھ سال قبل۔ ہمارا خاندان لوکل ہے، ہم تشکیل پاکستان سے قبل ہی یہاں آباد تھے۔ اس طرح میں پاکستان سے ڈیڑھ برس بڑا ہوں۔ ہماری بستی اور موضع کا نام گرواں ہے۔ میری پیدائش اسی گاؤں میں ہوئی۔ ہماری برادری کا نام بھی گرواں ہی ہے۔ یہی ہمارا وطن اصلی ہے۔ یہ بستی، مبارک پور کے قریب ہے۔ ضلع بہاولپور لگتا ہے۔

سوال: بہاولپور کے حوالے سے کچھ تفصیل بتلائیں گے؟

جواب: بہاولپور بہت بڑی ریاست تھی، یہاں عباسی خاندان کی حکومت تھی۔ بعض لوگ اسے پس ماندہ کہتے ہیں لیکن میرے نزدیک یہ بات درست نہیں۔ بہاولپور تعلیمی لحاظ سے بہت ترقی یافتہ علاقہ تھا اور ہے۔ عباسی خاندان بڑا علم دوست خاندان تھا۔ تقریباً ایک صدی پہلے یہاں پر جامعہ عباسیہ کے نام سے بہت عظیم درس گاہ قائم کی گئی تھی علم کے متوالے لوگ اسی درس گاہ میں حصول علم کے لئے رخ کرتے تھے۔ اس درس گاہ نے بڑے مشاہیر اہل علم پیدا کئے۔ آج بھی جامعہ عباسیہ بہاولپور کا ایک نام ہے۔

سوال: آپ کے زمانے میں جامعہ عباسیہ کے شیخ الجامعہ کون تھے؟

جواب: اس وقت مولانا غلام محمد گھوٹوی شیخ الجامعہ تھے۔ ان کے نام کی تختی جامعہ کے صدر دروازے پر نصب ہے۔ اسی کو آج اسلامیہ یونیورسٹی بہاول پور کہا جاتا ہے جو پاکستان کی اہم یونیورسٹی ہے۔ اس علاقہ بہاول پور میں اور بھی چھوٹے چھوٹے دینی مدارس موجود تھے۔ پورے علاقے کا اجتماعی مزاج دینی تھا۔

نواب آف بہاولپور دوسرے تعلیمی اداروں کی بھی مالی امداد کرتے تھے۔ جب پنجاب یونیورسٹی قائم ہوئی تو اس کی پرانی عمارت کی تعمیر کے لئے نواب آف بہاولپور نے کثیر مالی تعاون کیا۔ نواب صاحب کے نام کی تختی پنجاب یونیورسٹی لاہور کی دیوار پر لگی ہوئی ہے جو ان کی علم دوستی کی علامت ہے۔ تشکیل

پاکستان کے وقت نواب آف بہاولپور بہت خوش تھے۔ انہوں نے اپنی ریاست کا الحاق پاکستان سے کیا۔ تشکیل کے وقت پاکستان کی مالی حالت کمزور تھی۔ نواب صاحب نے قائداعظم کے ساتھ تعاون کیا اور کچھ عرصہ کے لئے پاکستان کے سرکاری ملازمین کی تنخواہیں ریاست بہاولپور کے خزانہ عامرہ سے ادا کیں۔

سوال: مولانا آپ کا وطن اصلی کون سا ہے؟

جواب: میں نے عرض کیا ہے کہ میری پیدائش موضع کروال میں ہوئی جو ہمارا جدی پشتی گاؤں ہے۔ میرا بچپن بھی اسی گاؤں میں گزرا۔ ابتدائی تعلیم اپنے گاؤں کے قریب دوسرے گاؤں بستی فقیراں کے مدرسہ رفیق العلماء میں حاصل کی جو جامعہ عباسیہ کے تحت تھا پھر موضع ذیتہ بلوچ کے سکول اور مدرسہ میں پڑھتا رہا۔ یہاں ایک اچھا بڑا مدرسہ تھا میں نے اس مدرسہ میں موقوف علیہ تک کتابیں پڑھیں۔

سوال: آپ کے استاد کون تھے؟

جواب: میرے استاد کا نام مولانا حافظ اللہ بخش تھا جو جامعہ عباسیہ بہاولپور سے فارغ تھے۔

سوال: کیا اس مدرسہ میں صرف دینی تعلیم دی جاتی تھی؟

جواب: مدرسہ رفیق العلماء بستی ذیتہ بلوچ میں دینی تعلیم کے علاوہ عصری تعلیم کا بندوبست بھی تھا۔ مولانا حافظ اللہ بخش فارغ وقت میں ہمیں انگلش پڑھاتے تھے۔

سوال: کیا آپ نے جامعہ عباسیہ کے ان مدارس کے علاوہ کسی اور درس گاہ سے بھی استفادہ کیا؟

جواب: جامعہ عباسیہ کے علاوہ میں نے قاسم العلوم ملتان میں داخلہ لیا اور وہاں سے دوبارہ مشکوٰۃ شریف پڑھی۔

سوال: آپ نے موقوف علیہ تک پڑھنے کے بعد دورہ حدیث کہاں سے کیا؟

جواب: دورہ حدیث کے لئے میں نے مخزن العلوم خان پور میں داخلہ لیا۔ یہاں پر مجھے مولانا عبداللہ درخواستیؒ کی صحبت ملی جو بہت بڑے محدث تھے، مجھے ان کی خدمت میں رہ کر دورہ حدیث کی تکمیل کی سعادت حاصل ہوئی۔

سوال: مولانا محمد عبداللہ کے ساتھ درخواستی کا لاحقہ کس وجہ سے ہے؟

جواب: درخواست، خان پور کے قریب ایک بستی کا نام ہے۔ مولانا عبداللہ اسی موضع کے رہنے والے تھے۔ اسی نسبت سے ان کو درخواستی کہا جاتا ہے۔ جیسے مجید لاہوری، گاماں پہلوان امرتسری وغیرہ کہا جاتا ہے۔

سوال: آپ نے مولانا عبداللہ درخواستیؒ سے دورہ حدیث مکمل کیا، یہ فرمایئے کہ آپ نے سلوک کی منازل طے کرنے کے لئے کس بزرگ سے رجوع کیا؟

جواب: اس حوالے سے میں نے پہلی بیعت مولانا عبدالعزیز چک گیارہ چیچہ وطنی والوں سے کی۔ جو حضرت حافظ محمد صالح کے صاحبزادے تھے اور حافظ صالح محمد صاحب حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ کے خلیفہ مجاز تھے۔ ان کے بعد میرا تعلق حضرت سید نفیس الحسینی شاہ صاحب سے ہوا۔ جو میرے شیخ ثانی تھے۔

سوال: آپ کا تعلق مجلس تحفظ ختم نبوت کے ساتھ کب ہوا؟

جواب: میں پچھلے پچاس برس سے مجلس تحفظ ختم نبوت کے ساتھ ہوں۔ یہ تعلق ۱۹۶۸ء میں قائم ہوا۔ یہ تعلق مولانا سید محمد علی شاہ صاحب کے توسط سے قائم ہوا۔ آپ مولانا غلام محمد گھوٹویؒ کے شاگرد تھے۔ جماعت کے ساتھ تعلق قائم ہونے کے بعد فاتح قادیان مولانا محمد حیاتؒ سے فن مناظرہ کی تعلیم حاصل کی۔ مولانا محمد علی جالندھریؒ کی صحبت میں رہنے کا موقع ملا۔ انہی کے حکم پر جماعت کی طرف سے میری تقرری فیصل آباد ہوئی۔ وہاں مجھے مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ کی صحبت حاصل ہوئی۔ ان کے انتقال کے بعد مجھے حکم ملا کہ میں مولانا تاج محمودؒ کی جگہ اسٹیشن والی مسجد میں خطبہ جمعہ بھی دیا کروں۔ کچھ عرصہ میں نے یہ فریضہ بھی سرانجام دیا۔ اسی دوران مولانا محمد شریف صاحب جالندھریؒ مرکزی ناظم اعلیٰ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا انتقال ہو گیا اور میرا تقرر جماعت کی طرف سے مرکزی دفتر ملتان کر دیا گیا، اس وقت سے ملتان ہی میں ذمہ داری نبھا رہا ہوں۔ عقیدہ ختم نبوت کا خادم ہوں۔ شب و روز اسی خدمت میں گزرتے ہیں۔

سوال: اس بارے میں اپنی شنید یا دید کے حوالے سے کوئی اہم واقعہ بتلایئے؟

جواب: ایسے واقعات تو بے شمار ہیں جن پر کتاب لکھی جا سکتی ہے تاہم اپنی شنید کا ایک واقعہ عرض کرتا ہوں۔ حضرت امیر شریعت مولانا عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کی زندگی کا مشن رد قادیانیت تھا۔ آپ نے ۱۹۳۴ء کو قادیان میں سہ روزہ ختم نبوت کانفرنس بلائی۔ اس سلسلے میں آپ دین پور تشریف لائے اور مولانا غلام محمد صاحبؒ سے عرض کی کہ آپ قادیان کانفرنس میں تشریف لائیں۔ آپ نے ضعف کی وجہ سے معذرت کی لیکن شاہ صاحب نے بہت اصرار کے ساتھ دعوت دی۔ مولانا غلام محمدؒ نے فرمایا کہ میں معذور ہوں، سفر کے قابل نہیں۔ میرے ایسے معذور آدمی کو آپ وہاں لے جا کر کریں گے کیا؟ حضرت امیر شریعت نے فی البدیہہ فرمایا کہ ”آپ کو اونٹ پر بیٹھا کر لے جاؤں گا۔ مہار خود پکڑوں گا اور قادیان جلسہ گاہ کی اسٹیج پر بیٹھا کر قادیان والوں سے کہوں گا

کہ تم نے جھوٹا غلام احمد قادیانی دیکھا ہے سچا غلام محمد دین پوری بھی دیکھو۔'' ان حضرات کا یہ جذبہ آج ہمارے لئے سرمایہ حیات ہے۔ یہ دور مرزا غلام احمد کے بعد مرزا محمود کا تھا، اس کانفرنس میں دارالعلوم دیوبند کے مہتمم حضرت قاری محمد طیب قاسمی مرحوم بھی تشریف لائے تھے۔

سوال: یہ مولانا غلام محمد صاحبؒ کون تھے، ذرا تفصیلی تعارف کرائیے؟

جواب: مولانا غلام محمدؒ جھنگ کے رہنے والے تھے۔ ہجرت مدینہ کی غرض سے جھنگ سے چلے، مالی وسائل کی کمی کی وجہ سے مدینہ تو نہ پہنچ سکے البتہ ضلع خان پور میں آکر آباد ہو گئے جہاں بہت بڑی اصلاحی خانقاہ کی بنیاد رکھی جو آج کل موضع دین پور کہلاتا ہے۔ مولانا غلام محمدؒ کا مدفن اسی جگہ ہے، ان کے علاوہ مولانا عبیداللہ سندھیؒ اور دیگر اکابر بھی اسی جگہ مدفون ہیں۔

نوٹ: انٹرویو کی نشست جاری تھی کہ مغرب کی اذان ہونے لگی اور نشست کو طوعاً برخاست کر دیا گیا اور مولانا نے فرمایا: انٹرویو کی مزید باتیں کسی اگلی نشست کے لئے اٹھا رکھتے ہیں اور راقم محمد طاہر مدیر ''ماہنامہ التجوید'' فیصل آباد آ گیا۔ وقت کی کمی کے باعث مولانا اللہ وسایا کا انٹرویو جو تشنہ رہ گیا تھا۔ باقی ماندہ سوالات مدیر التجوید نے مولانا اللہ وسایا کو لکھ کر بھیج دیئے۔ ان سوالات کے جوابات مولانا نے اپنے قلم سے لکھے جن کو ذیل میں ان کے انٹرویو کا حصہ بنایا جا رہا ہے۔

سوالات

سوال: والد محترم کیا کرتے تھے؟

جواب: میرے والد ملک محمد رمضان زمیندارہ کرتے تھے چند ایکڑ ذاتی زمین تھی جس پر کاشت کاری کرتے تھے۔

سوال: جامعہ عباسیہ کے بعض مشاہیر کا تعارف کرائیں گے؟

جواب: جامعہ عباسیہ میں مولانا محمد ناظم ندوی، مولانا محمد صادق بہاول پور، مولانا شمس الحق افغانی، مولانا سید احمد سعید کاظمی، مولانا عبدالرشید نعمانی ایسے نابغہ روزگار حضرات مسند تدریس پر فائز رہے۔

سوال: بستی فقیراں نزد مبارک پور مدرسہ کا نام کیا تھا؟ وہاں اساتذہ کون کون تھے؟

جواب: رفیق العلماء سکول کا نام تھا۔ اس میں ماسٹر محمد شریف، مولانا منظور احمد، مولانا عاشق حسین، مولانا نور محمد اور دیگر اساتذہ پڑھاتے تھے۔

سوال: مولانا آپ نے اپنی زندگی کا بیشتر حصہ رد قادیانیت کے جہاد میں صرف کیا، اس دوران پیش آنے والے کسی اہم واقعے کا حال بتلایئے؟

جواب: عقیدہ ختم نبوت کی جدوجہد میں وہ قلبی سرور اور ذہنی انبساط ملتا ہے کہ دوسرا اس کا تصور نہیں کر سکتا۔ مناظرہ میں بسا اوقات نیا سوال سامنے آنے پر من جانب اللہ جواب فوری ذہن میں اتر آتا ہے۔ یہ کہ مجھے کسی میدان میں شکست نہیں ہوئی۔ یہ اللہ کی مہربانی اور کرم ہے۔

سوال: آپ مولانا درخواستیؒ کی کس عادت سے بہت زیادہ متاثر ہوئے؟

جواب: حضرت درخواستی، حافظ الحدیث تھے۔ دینی مدارس قائم کرنے میں بہت زیادہ کردار ادا کیا۔ نصف صدی تک پاکستان کے علماء کرام کی جمعیت علماء اسلام کے پلیٹ فارم سے قیادت کی۔ وہ انتھک انسان تھے۔ اور جرأت کا نشان تھے۔

سوال: رد قادیانیت کے حوالے سے سرکاری سطح پر کس سربراہ نے زیادہ کام کیا، کچھ تفصیل بتلایئے؟

جواب: ۱۹۷۴ء میں جناب ذوالفقار علی بھٹو نے قادیانیوں کے آئینی احتساب کی بنیاد رکھی۔ ۱۹۸۴ء میں جنرل ضیاء الحق صاحب نے اس کام کو آگے بڑھایا اور قادیانیت، ایسے باطل عقیدے کا پوری قوت سے ابطال کیا، میرے نزدیک یہ عمل ان کے لئے عظیم سرمایہ آخرت ہے۔

سوال: مولانا غلام محمد کا کچھ تعارف کرائیں گے؟

جواب: مولانا غلام محمد گھوٹوی ملتان کے مضافات کے رہنے والے تھے۔ نامور حق گو، معقول اور منقول عالم دین تھے۔ مولانا پیر مہر علی شاہ گولڑویؒ کے خلیفہ مجاز تھے۔

سوال: مولانا جھنگ کی سرزمین اتنی شوریدہ سر کیوں ہے کہ سارقان ختم نبوت کی کثیر تعداد نے اسی کو اپنا مسکن بنایا؟

جواب: جھنگ کے سید ڈیرے مبارک علی شاہ جو کرنل عابد حسین کے والد تھے۔ وہ انگریز پرست تھے۔ انہوں نے انگریز گورنر پنجاب موڈی کو کہہ کر قادیانیوں کو ضلع جھنگ کے اہم مقام پر زمین الاٹ کرائی۔

سوال: کیا آپ نے مولانا عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کو دیکھا ہے یا ان کی صحبت اٹھائی؟

جواب: حضرت امیر شریعتؒ کا وصال ۱۹۶۱ء میں ہوا۔ اس وقت میری عمر سولہ سال تھی دیہات کی زندگی تھی۔ وہیں پڑھتا تھا۔ آپ کی زیارت وصحبت سے محروم رہا۔

سوال: علامہ اقبالؒ کی رد قادیانیت پر مساعی کے بارے میں کچھ فرمائیں گے؟

جواب: علامہ اقبال عبقری انسان تھے، سچے نامور عاشق رسول تھے۔ مرزا محمود قادیانی کو کشمیر کمیٹی سے چھٹی کرائی۔ جواہر لال نہرو کو قادیانیوں کی حمایت

پر ترکی بہ ترکی جواب دیا۔ اس حوالہ سے عالمی سطح پر قادیانیوں کے کفر کو الم نشرح کرنے میں آپ کی ذات گرامی سے قدرت نے وہ کام لیا جو قابل تحسین و لائق تبریک ہے۔

سوال: عبدالسلام کو سائنسی خدمت کے حوالے سے نوبل انعام ملا، پاکستان کا نام مشہور ہوا، کسی کی محنت کا اعتراف کیوں نہ کیا جائے؟

جواب: ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی کو جو نوبل پرائز ملا یہ اس کی اعلیٰ کارکردگی کی بنیاد پر نہیں بلکہ محض قادیانی ہونے کی بنیاد پر لابنگ کے نتیجہ میں ملا۔ قادیانی اور یہودی گٹھ جوڑ کا اسے نام دیا جاسکتا ہے۔ دنیا جانتی ہے کہ اس کی ایک تھیوری بھی پریکٹیکل طور پر کامیابی سے ہمکنار نہیں ہوئی۔ پھر جب یہودی نوبل کا جاری کردہ پرائز عبدالسلام کو دیا گیا تو اس نے اس پرائز کو قادیانیت کی تبلیغ کا ذریعہ بنایا۔ ظاہر ہے کہ اس کے اس اقدام اور طرز عمل نے تازہ سند کی شکل اختیار کرلی۔ دنیا جانتی ہے کہ جواہر لعل نہرو کو مصور پاکستان نے اپنے خط میں لکھا تھا کہ ''قادیانی اسلام اور ملک دونوں کے غدار ہیں۔'' (مکاتیب اقبال، ج:۳، ص:۳۲۰)

علامہ اقبال کے اس تجزیہ کی روشنی میں یہ واقعہ بھی ملاحظہ ہو کہ ''یہ واقعہ نیاز اے نائیک سیکرٹری وزارت خارجہ نے مجھے ڈاکٹر عبدالقدیر خان کا ذاتی دوست سمجھتے ہوئے سنایا تھا۔ انہوں نے بتلایا کہ وزیر خارجہ صاحبزادہ یعقوب خان نے انہیں یہ واقعہ ان الفاظ میں سنایا، اپنے ایک امریکی دورے کے دوران اسٹیٹ ڈیپارٹمنٹ میں، میں بعض اعلیٰ امریکی افسران سے باہمی دلچسپی کے امور پر گفتگو کر رہا تھا کہ دوران گفتگو امریکیوں نے حسب معمول پاکستان کے ایٹمی پروگرام کا ذکر شروع کردیا اور دھمکی دی کہ اگر پاکستان نے اس حوالے سے اپنی پیش رفت بند نہ کی تو امریکی انتظامیہ کے لئے پاکستان کی امداد جاری رکھنا مشکل ہوجائے گا۔ ایک سینئر یہودی افسر نے کہا نہ صرف یہ بلکہ پاکستان کو اس کے سنگین نتائج بھگتنے کے لئے تیار رہنا چاہئے کہ جب ان کی گرم سرد باتیں اور دھمکیاں سننے کے بعد میں نے کہا کہ آپ کا یہ تاثر غلط ہے کہ پاکستان ایٹمی توانائی کے حصول کے علاوہ کسی اور قسم کے ایٹمی پروگرام میں دلچسپی رکھتا ہے تو سی آئی اے کے ایک افسر نے جو اسی اجلاس میں موجود تھا کہا کہ آپ ہمارے دعویٰ کو نہیں جھٹلا سکتے۔ ہمارے پاس آپ کے ایٹمی پروگرام کی تمام تر تفصیلات موجود ہیں بلکہ آپ کے اسلامی بم کا ماڈل بھی ہمارے پاس موجود ہے۔ یہ کہہ کر سی آئی اے کے افسر نے قدرے غصے بلکہ ناقابل برداشت بدتمیزی کے انداز میں کہا کہ آیئے میرے ساتھ بازو والے کمرے میں۔ میں آپ کو بتاؤں کہ آپ کا اسلامی بم کیا ہے۔ یہ کہہ کر وہ اٹھا دوسرے امریکی افسر بھی اٹھ بیٹھے۔ میں بھی اٹھ بیٹھا۔ ہم سب اس کے پیچھے پیچھے کمرے سے باہر نکل گئے۔ میری سمجھ میں کچھ نہیں آرہا تھا کہ سی آئی اے کا یہ افسر ہمیں دوسرے کمرے میں کیوں لے کر جارہا ہے۔ وہاں جاکر یہ کیا کرنے والا ہے۔ اتنے میں ہم سب ایک ملحقہ کمرے میں داخل ہوگئے۔ سی آئی اے کا افسر بڑی تیزی سے قدم اٹھا رہا تھا ہم اس کے پیچھے پیچھے چل رہے تھے۔ کمرے کے آخر میں جاکر اس نے بڑے غصے کے عالم میں اپنے ہاتھ سے ایک پردہ کو سرکایا تو سامنے میز پر کہوٹہ ایٹمی پلانٹ کا ماڈل رکھا ہوا تھا۔ اس کے ساتھ ہی دوسری طرف ایک سٹینڈ پر فٹ بال نما کوئی گول سی چیز رکھی ہوئی تھی۔ سی آئی اے کے افسر نے کہا: ''یہ ہے آپ کا اسلامی بم۔؟

سموگ اور دھند نے بہت سے گھر اجاڑ دیئے

نومبر کے اوائل سے پورا پنجاب دھند اور سموگ کے عذاب میں مبتلا رہا، ہاتھ کو ہاتھ سجھائی نہیں دیتا۔ دھند کی وجہ سے حادثات روز کا معمول بن چکے ہیں، کئی ایک گھرانے تباہ ہوچکے ہیں۔ اللہ پاک اپنا فضل و کرم فرماتے ہوئے اس عذاب سے نجات نصیب فرمائیں۔ ہمارے مدرسہ تعلیم القرآن صدیقیہ صدیق آباد شجاع آباد کے شمال کی طرف ایک ڈیڑھ دو سال قبل ایک نیا مکان بنا جو مستری محمد خالد بھٹی نے بنایا۔

۷/نومبر آٹھ بجے صبح مستری خالد اپنی محنت، مزدوری کے سلسلہ میں اپنے جواں سال بچے کے ساتھ گھر سے نکلا، ابھی ایک کلومیٹر کا راستہ طے کیا تھا کہ بستی مٹھو واڈے پر سڑک کے کنارے کھڑے ایک ڈالہ جس میں بجلی کے پول لوڈ تھے، دھند کی وجہ سے کچھ نظر نہیں آرہا تھا، مذکورہ بجلی کے پول سے جا ٹکرائے اور گر پڑے اور بے ہوش ہوگئے۔ ورثا کو معلوم ہوا تو انہیں سول ہسپتال شجاع آباد لایا گیا، سول ہسپتال والوں نے نشتر ہسپتال ملتان ریفر کیا، جہاں دو روز بے ہوش رہ کر چل بسے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون!

بعض صدمات ایسے ہوتے ہیں جنہیں بظاہر برداشت کرنا مشکل ہوتا ہے۔ مرحوم کے ساتھ اگرچہ اپنی رشتہ داری کوئی نہیں، لیکن جوانی میں حادثاتی موت، ایک ہی جواں سال بیٹا وہ بھی شدید زخمی، چار چھوٹی چھوٹی بچیاں، ایک جواں سال بیوی کو بیوگی کا داغ دے کر آخرت کی راہ لی۔

اللہ پاک موصوف کی خطاؤں سے درگزر فرمائیں اور اپنے شایان شان معاملہ فرمائیں اور اس کے بچے اور بچیوں کی خود کفالت فرمائیں۔ آمین!

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

اب بولو! تم کیا کہتے ہو کیا تم اب بھی اسلامی بم کی موجودگی سے انکار کرتے ہو؟ میں نے کہا: میں فنی اور تکنیکی امور سے نابلد ہوں، میں یہ بتانے یا پہچان کرنے سے قاصر ہوں کہ یہ فٹ بال قسم کا گولہ کیا چیز ہے اور یہ کس چیز کا ماڈل ہے۔ لیکن اگر آپ لوگ بضد ہیں کہ یہ اسلامی بم ہے، تو ہوگا۔ میں کچھ نہیں کہہ سکتا۔ سی آئی اے کے افسر نے کہا آپ لوگ تردید نہیں کر سکتے۔ ہمارے پاس ناقابل تردید ثبوت موجود ہیں۔ آج کی میٹنگ ختم کی جاتی ہے۔ یہ کہہ کر وہ کمرے سے باہر کی طرف نکل گیا اور ہم بھی اس کے پیچھے پیچھے کمرے سے باہر نکل گئے۔ میرا سر چکرا رہا تھا کہ یہ کیا معاملہ ہے جب ہم کاریڈور سے ہوتے ہوئے آگے بڑھ رہے تھے تو میں نے غیر ارادی طور پر پیچھے مڑ کر دیکھا۔ میں نے دیکھا کہ ڈاکٹر عبدالسلام ایک دوسرے کمرے سے نکل کر اس کمرے میں داخل ہو رہے ہیں۔ جس میں بقول سی آئی اے افسر کے اس کے اسلامی بم کا ماڈل پڑا ہوا تھا میں نے اپنے دل میں کہا اچھا تو یہ بات ہے۔“

ایک امریکی صحافی نے مجھے بتلایا کہ وزیر اعظم بے نظیر بھٹو کے دورہ امریکہ کے دوران صدر بش اور سی آئی اے کے ڈائریکٹر ویبسٹر webster نے انہیں بھی ایک کمرہ میں لے جا کر وہی ”اسلامی بم“ دکھایا تھا۔“ (ڈاکٹر عبدالقدیر خان اور اسلامی بم از زاہد ملک، ص:۲۱ تا ۲۳)

ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی نے نہ صرف پاکستان کے ایٹمی راز دوسری طاقتوں کو منتقل کر کے پاکستان کو مشکلات میں مبتلا کرنے کی کوششیں کیں۔ بلکہ ایک اور واقعہ بھی ریکارڈ پر ہے کہ: ”مسٹر بھٹو کے دور میں ایک سائنسی کانفرنس ہو رہی تھی کانفرنس میں شرکت کے لئے ڈاکٹر عبدالسلام کو دعوت نامہ بھیجا گیا یہ ان دنوں کی بات ہے جب قومی اسمبلی نے آئین میں قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دے دیا تھا یہ دعوت نامہ جب ڈاکٹر عبدالسلام کے پاس پہنچا تو انہوں نے مندرجہ ذیل ریمارکس کے ساتھ سے وزیر اعظم سیکرٹریٹ کو بھیج دیا۔

"I do not want to set foot on this accursed land until the constitutional amendment is withdrawn."

ترجمہ: ”میں اس لعنتی ملک پر قدم نہیں رکھنا چاہتا جب تک آئین میں کی گئی ترمیم واپس نہ لی جائے۔“

مسٹر بھٹو نے جب یہ ریمارکس پڑھے تو غصہ سے ان کا چہرہ سرخ ہو گیا۔ انہوں نے اشتعال میں آ کر اسی وقت اسٹیبلشمنٹ ڈویژن کے سیکرٹری وقار احمد کو لکھا کہ ڈاکٹر عبدالسلام کو فی الفور برطرف کر دیا جائے اور بلا تاخیر نوٹیفکیشن جاری کر دیا جائے۔ وقار احمد نے یہ دستاویز ریکارڈ میں فائل کرنے کی بجائے اپنی ذاتی تحویل میں لے لی تاکہ اس کے آثار مٹ جائیں۔ وقار احمد بھی قادیانی تھے۔“ (ڈاکٹر عبدالقدیر خان اور کہوٹہ ایٹمی سینٹر از یونس خلش، ص:۸۰)

ان حوالہ جات سے ثابت ہوا کہ:

۱......عبدالسلام قادیانی نے پاکستان کے ایٹمی راز افشاء کئے۔

۲......عبدالسلام قادیانی نے پاکستان کو لعنتی ملک کہا۔

اب ایک شخص جو ملک کے ساتھ یہ رویہ رکھتا ہو۔ اس کی پذیرائی کرنی چاہئے یا اُس کے اس رویہ پر اظہار نفرین ہونا چاہئے؟ یہ فیصلہ پاکستانی قوم کرے: ”ہم عرض کریں گے تو شکایت ہوگی۔“ ☆☆☆

حافظ آباد اجلاس میں شرکت

حافظ آباد (مولانا محمد عارف شامی) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حافظ آباد کے راہنماؤں کا اجلاس ۱۴ نومبر بعد نماز عصر مدرسہ اشرفیہ میں علامہ سعید احمد کی صدارت میں منعقد ہوا۔ مہمان خصوصی استاذ المبلغین مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی تھے۔ اجلاس میں مولانا محمد عارف شامی، حافظ عبدالوہاب جالندھری، مولانا محمد حذیفہ، ماسٹر رشید اختر، حافظ اللہ دتہ و دیگر حضرات نے شرکت کی۔ اجلاس میں مرکزی شوریٰ کے فیصلہ کے مطابق ہر ضلعی صدر مقام پر تحریک ختم نبوت کے مطالبات تسلیم کرانے کے لئے اسٹریٹ پاور کو متحرک کرنے کے لئے کانفرنسیں، سیمینارز، کونشنز منعقد کرانے کے فیصلہ کو سراہتے ہوئے فیصلہ کیا گیا کہ ۷ دسمبر ۱۱ بجے صبح مدرسہ اشرفیہ قرآنیہ میں ختم نبوت سیمینار منعقد کیا جائے، جس میں تمام مکاتب فکر کے علماء کرام، مشائخ عظام کو شرکت کی دعوت دی جائے، مجلس کی نمائندگی مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی اور ڈویژنل مبلغ مولانا محمد عارف شامی کریں گے۔ اجلاس کے بعد پریس کو بریفنگ دیتے ہوئے مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے کہا کہ نامزدگی فارم میں قومی اسمبلی اور سینیٹ کے فیصلہ کے مطابق حلفیہ کا لفظ بحال کرنے کا نوٹیفکیشن جاری کیا جائے۔ انتخابی اصلاحات کی آڑ میں لفظ ”حلفیہ“ کو ختم کر کے پوری پاکستانی قوم کو تشویش میں مبتلا کرنے والوں کے متعلق راجہ ظفر الحق کمیٹی کی تحقیقات کو منظر عام پر لا کر ملزموں کو قرار واقعی سزا دی جائے۔ نیز بی اور سی کلاز کو اصل حالت میں بحال کیا جائے۔ فوج، انتظامیہ اور دیگر شعبوں سے قادیانیوں کو برطرف کیا جائے۔ انتخابات قریب ہیں، اگر یہی پوزیشن رہی تو اسلامیان پاکستان نواز لیگ کے ساتھ بائیکاٹ کرنے اور انہیں ناکام بنانے پر مجبور ہوں گے۔

مرکزی شوریٰ کے اجلاس میں فیصلے

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

ملتان.... عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی مرکزی شوریٰ کا اجلاس حضرت اقدس مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر دامت برکاتہم امیر مرکزیہ کی صدارت میں ۱۱ر نومبر ۲۰۱۷ کو منعقد ہوا۔

مرحومین کے لئے دعائے مغفرت اور ایصال ثواب کے لئے فاتحہ خوانی کی گئی۔ مرکزی ناظم اعلیٰ مولانا عزیزالرحمن جالندھری نے ممبران شوریٰ کو بریفنگ دیتے ہوئے کہا کہ شعبہ تبلیغ میں ۳۸ علماء کرام مبلغین کا فریضہ سرانجام دے رہے ہیں۔ پورے ملک میں ہر مبلغ اپنے حلقہ تبلیغ میں تبلیغی پروگرام تجویز کرتا ہے، جن میں مولانا اللہ وسایا، مولانا محمد اکرم طوفانی، مولانا قاضی احسان احمد، مولانا مفتی راشد مدنی اور مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی بیان کرتے ہیں۔

تمام مبلغین اپنے اضلاع میں یومیہ دو درس ضرور دیتے ہیں۔ کراچی، اسلام آباد، راولپنڈی، گوجرانوالہ، لاہور، بہاولپور، بہاولنگر، حیدرآباد، چناب نگر، سیالکوٹ، رحیم یار خان، سرگودھا اور دیگر کئی ایک شہروں میں جماعت کے ذاتی دفاتر ہیں جبکہ نوابشاہ میں دفتر کی تعمیر آخری مراحل میں ہے۔

ہر سہ ماہ میں شارٹ کورسز رکھے جاتے ہیں، جو ۲،۳،۴،۵،۷ روز کے ہوتے ہیں۔ مرکزی کورس چناب نگر میں ہوتا ہے۔ عصری تعلیمی اداروں میں تبلیغی کورس ہوتے ہیں۔ کورس کے دورانیہ کے علاوہ پڑھانے والے استاذ کے مساجد اور مدارس میں بھی بیانات ہوتے ہیں۔ مبلغین اپنے ساتھ لٹریچر بھی رکھتے ہیں جو عمومی اور خصوصی تقسیم کئے جاتے ہیں۔

سیاحتی علاقوں میں تبلیغی کام کیسے کیا جائے۔ مولانا مفتی شہاب الدین پوپلزئی، مولانا محمد طیب، مولانا عبدالرؤف اسلام آباد پر مشتمل کمیٹی قائم کی گئی جو مناسب وقت پر سیاحتی علاقوں بالخصوص گلگت کا دورہ کرکے کام کے طرز کا تعین کرے گی۔ نیز اسلام آباد میں گلگت کے علماء کرام کا اجلاس بلایا جائے اور ان سے رائے لے لی جائے، سردیوں کے گزرنے کے بعد سیاحتی علاقوں کے دورے کئے جائیں گے۔

حضرت ناظم اعلیٰ صاحب نے فرمایا: شعبہ تعلیم میں ۱۷ مدارس ہیں، ریلوے اسٹیشن اور مسلم کالونی چناب نگر، پرمٹ علی پور، لاہور، گوجرانوالہ، جابہ بہاولپور، کوڑی، کنری، ٹالٹی سندھ اور کراچی کی چار مساجد میں خطیب، امام اور بچوں کی تعلیم کے شعبے کام کررہے ہیں۔

چناب نگر میں ڈسپنسری قائم ہے اور چناب نگر کے مدرسہ میں گیارہ اساتذہ کرام کی زیر نگرانی دورۂ حدیث تک تمام اسباق ہوتے ہیں۔ نیز شعبہ تعلیم القرآن میں ۶ اساتذہ کرام کی نگرانی میں ۲۱۶ طلبا زیر تعلیم ہیں۔ اسکول کی تعلیم کے لئے تین اساتذہ کرام خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔

مجلس کے زیر اہتمام چناب نگر میں فری ڈسپنسری قائم ہے، جس میں ایک کوالیفائڈ ڈاکٹر اور ایک ڈسپنسر علاقہ کے مسلمانوں کو فری علاج کی سہولت پہنچا رہے ہیں۔ تین باورچی اور دو چوکیدار خدمت میں مصروف ہیں۔ علی پور پرمٹ کے مدرسہ میں چھ ساتھی کام کرتے ہیں۔ ریلوے اسٹیشن چناب نگر میں دو حضرات کام کررہے ہیں۔

جابہ ضلع خوشاب میں تلہ گنگ جماعت کی نگرانی میں مسجد، مدرسہ کام کررہے ہیں۔ جابہ میں قادیانیوں نے گرماتی ہیڈ کوارٹر بنانے کی کوشش کی مجلس کے راہنماؤں کی بروقت کوشش سے ان کا ہیڈ کوارٹر نا کام ہوا، جبکہ مجلس کا مدرسہ و مسجد موجود ہے۔

ملتان میں قاری فاروق تونسوی اور دو خدام باورچی، دو ڈرائیور ایک چوکیدار خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔

بہاولپور کے مدرسہ میں ایک استاذ مقامی بچوں کو قرآن پاک حفظ کراتے ہیں۔ کوڑی سندھ میں دو حضرات ٹالٹی، کنری میں ایک ایک عالم دین اور دفتر مرکزیہ میں ماہنامہ لولاک، مکتبہ، کمپیوٹر سروس دو کوالیفائڈ کمپوزر، دو ڈرائیور ایک باورچی سمیت عملہ دس افراد پر مشتمل ہے جو شب و روز تشریف لانے والوں کا خیر مقدم کرتا ہے۔ کراچی میں آٹھ ساتھی ہیں جو دفتری اوقات میں خدمات سرانجام دیتے ہیں دیگر دفاتر میں آٹھ ساتھی مصروف جہد ہیں۔

مسلم کالونی چناب نگر میں ۹۰ طلبا زیر تعلیم ہیں۔ پرمٹ دارالہدیٰ ۶۰ طلبا کی خورد و نوش کا انتظام کیا جاتا ہے۔ گوجرانوالہ میں مسجد تعمیر ہوئی، اس کا نظم حافظ نذیر احمد مدظلہ کی نگرانی میں جدید تعمیر و مرمت بھی کی گئی، نیز ابھی تعمیر و مرمت کا سلسلہ جاری ہے۔

کنری میں نیا دفتر تعمیر کے لئے لے لیا گیا ہے جس میں پلستر کا سلسلہ جاری ہے۔ کنری سندھ میں ہر سال کانفرنس منعقد کی جاتی ہے۔ کنری میں بخاری مسجد کے نام سے ۱۹۴۷ء میں مسجد بنائی گئی مسجد کو دوبارہ تعمیر کیا جائے گا۔ مسلم کالونی چناب نگر طلبا تخصص کو ۱۵۰۰

روپے دورۂ حدیث کے طلبا کو ۱۰۰۰ روپے ماہانہ وظیفہ دیا جاتا ہے۔ درجۂ کتب کے طلبا کے لئے ۳۵۰ روپے، حفظ کے طلبا کے لئے ۲۵۰ روپے وظائف دیئے جاتے ہیں۔ الحمدللہ! مرکزیہ ملتان سے ماہنامہ لولاک ۲۶۰۰۰ کی تعداد میں شائع ہوتا ہے جو ایک دو کے علاوہ تمام دینی جرائد سے زیادہ ہے، جناب نگر جدید تعمیرات مشرقی حصہ میں دوسری منزل تعمیر آخری مراحل میں ہے۔ طے ہوا کہ تعمیر کنندہ کو شکریہ کا خط مجلس شوریٰ کی طرف سے لکھا جائے تو وفد لے کر جائے۔ چناب نگر میں عیدگاہ کے دو کنال کے پلاٹ پر تعمیر کرادی گئی۔ باقی جگہ مسجد کے لئے ہے۔ اس میں چھوٹی چھوٹی میناریاں اور لاؤڈ اسپیکر لگانے کی اجازت دی گئی۔ مرکزی لائبریری میں کتب کی تعداد روز بروز بڑھ رہی ہے اور دو کمرے ناکافی ہیں، لہٰذا شمالی کمرہ کو لائبریری میں شامل کرنے اور الماریاں لگانے کی اجازت دی گئی، الماریاں خوبصورت ہوں۔

حافظ نذیر احمد نقشبندی، حافظ محمد یوسف عثمانی، مولانا محمد اشرف مجددی، مولانا سید احمد حسین زید، مولانا محمد عارف پر مشتمل کمیٹی قائم کی گئی جو گوجرانوالہ دفتر کی تعمیر و مرمت، رنگ و روغن کی نگرانی کرے گی اور اس کے لئے کسی اچھے ٹھیکیدار کی خدمات لینے کا فیصلہ کیا گیا۔

ذکری فتنہ کے مقابلہ کے لئے علماء کرام اور مشائخ عظام کے مسلمان سرداروں سے ملاقات کرکے انہیں اپنا ہمنوا بنایا جائے۔ مولانا قاری انوارالحق حقانی سے درخواست کی گئی کہ وہ علماء کرام، مشائخ عظام اور سرداروں سے رابطہ کرکے کام کا لائحہ عمل تیار کریں۔

نیز دیگر کئی ایک تعمیری، تعلیمی، تبلیغی امور کی اجازت دی گئی۔ شوریٰ کے اجلاس میں حضرت الامیر دامت برکاتہم کے علاوہ مرکزی نائب امراء، حضرت حافظ ناصر الدین خاکوانی مدظلہ، حضرت صاحبزادہ عزیز احمد، کراچی سے مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ، مولانا سعید احمد اسکندر، مفتی خالد محمود، مولانا قاضی احسان احمد، کوئٹہ سے مولانا قاری انوارالحق حقانی، رحیم یار خان سے مولانا مفتی محمد راشد مدنی، بہاولپور سے مولانا محمد اسحاق ساقی، ملتان سے مولانا عزیز الرحمن جالندھری، مولانا اللہ وسایا، میاں خان محمد سرگانہ، محمد اسماعیل شجاع آبادی، اسلام آباد سے شیخ الحدیث مولانا عبدالرؤف، پشاور سے مولانا سمیع اللہ جان فاروقی، مولانا محمد انس و دیگر نے شرکت کی۔ دفتر مرکزیہ میں فیملی کوارٹر تعمیر کرنے کی اجازت دی گئی۔ ڈیزائننگ، نقشہ کے بعد تعمیر شروع کی جائے گی۔

انتخابی اصلاحات کی آڑ میں نامزدگی فارم سے حلفیہ بیان میں ”حلفیہ“ کا لفظ ختم کیا گیا۔ اس پر پورے ملک میں صدائے احتجاج بلند کی گئی۔ وزیر اعظم سے وفود ملے۔ پاکستان کی ستر سالہ تاریخ میں پہلا واقعہ ہے کہ ایک دن بل پیش ہوا۔ دوسرے دن واپس لیا گیا اور سابقہ حلفیہ بیان بحال کیا گیا۔ لیکن ۲۰۰۲ء میں ہونے والی ترمیم میں ۷ بی، ۷ سی کو ری اسٹور کیا گیا، یہ قانون کی شق قرار نہ دی گئی۔ اجلاس میں مطالبہ کیا گیا کہ ۷ بی اور ۷ سی کو بحال کیا جائے۔ اس سلسلہ میں اسٹریٹ پاور کو منظم کیا جائے اور اضلاع میں کانفرنسیں کی جائیں۔ میڈیا کو بھی متحرک کیا جائے، بڑے وکلاء سے مشاورت کی جائے بوقت ضرورت عدالت عالیہ میں رٹ دائر کی جائے۔ چنانچہ رٹ دائر کی گئی عدالت عالیہ نے حکومتی فیصلہ معطل کردیا۔ روٹین ورک کا سلسلہ بھی جاری ہے۔ گوادر میں کام شروع کرنے کی اجازت دی گئی۔

☆☆..................☆☆

چک نمبر ۳۷۹ ج ب کلویا ٹوبہ میں صوفیاء کرام کا اجتماع

چک مذکور میرے شیخ و مرشد حضرت مولانا سید جاوید حسین شاہ صاحب دامت برکاتہم کا مولد و مسکن رہا ہے اور چک مذکور کے اکثر و بیشتر رہائشی ہمارے حضرت دامت برکاتہم کے مریدین ہیں اور ہر سال صوفیاء کرام کا اجتماع منعقد کراتے ہیں۔ اس سال بھی ۱۶، ۱۷؍نومبر کو سالانہ اجتماع تھا۔ ہمارے حضرت دامت برکاتہم کے مدرسہ جامعہ عبیدیہ فیصل آباد کے ناظم الامور بھائی صفدر جاوید مدظلہ نے شرکت کا حکم فرمایا تو ضلعی مبلغ مولانا خبیب احمد سلمہ کی معیت میں کلویا حاضری ہوئی۔ ۱۷؍نومبر عشاء کی نماز کے بعد تلاوت و نعت کے بعد میرے حضرت جی کے خلیفہ مولانا مطیع الرحمن شاہ عباسی راقم محمد اسماعیل اور مولانا قاری نصراللہ کے اصلاحی بیانات ہوئے، اجتماع کی منتظمہ کی فرمائش پر راقم نے ”تحریک ختم نبوت میں مشائخ عظام کا کردار“ کے عنوان پر خطاب کیا اور بتلایا کہ مرزا قادیانی کی جھوٹی اور جعلی نبوت کے خلاف حضرت مولانا سید محمد علی مونگیریؒ، حضرت پیر سید مہر علی شاہ گولڑویؒ، حضرت علامہ انور شاہ کشمیریؒ، حضرت شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ، مولانا محمد انورؒ، حضرت اقدس خلیفہ غلام محمد دین پوریؒ، حضرت مولانا شاہ تاج محمود امروٹیؒ، حضرت سائیں عبدالکریم قریشی پیر شریف سندھ، حضرت اقدس مولانا احمد علی لاہوریؒ، حضرت مولانا عبیداللہ انورؒ، حضرت اقدس مولانا محمد عبداللہ بہلویؒ، حضرت درخواستی اور پنجاب کی تمام خانقاہوں نے عظیم الشان کردار ادا کیا۔ اگلے دن ۱۷؍نومبر کو جمعۃ المبارک کے روز میرے مرشد کا والہانہ بیان ہوا۔ چک مذکور کو ایک اور نسبت بھی حاصل ہے کہ مجلس کے ایک سابق مبلغ مولانا سید جاوید محمود حسن ترمذیؒ بھی اسی چک کے رہنے والے تھے۔ ۳ مئی ۱۹۹۸ء کو آپ کا انتقال ہوا۔ ایک عرصہ تک لاہور مجلس کے مبلغ رہے۔ بیعت کا تعلق جانشین شیخ التفسیر حضرت مولانا عبیداللہ انورؒ سے تھا۔ میرے حضرت بھی جانشین شیخ التفسیر حضرت مولانا عبیداللہ انورؒ کے مجاز ہیں۔ لاہور مجلس کے سابق الحاج بلند اختر نظامیؒ کو مجلس سے متعارف کرانے اور شیرانوالہ سے بیعت کرنے والے بھی موصوف ہی تھے۔

خبروں پر ایک نظر

سیرت خاتم الانبیاء کانفرنسز!

رپورٹ: حافظ کلیم اللہ نعمان

الحمدللہ! ہر سال کی طرح امسال بھی عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام کراچی کے مختلف علاقوں میں ماہ ربیع الاول میں ''سیرت خاتم الانبیاء کانفرنسز'' کے عنوان سے پروگرامز کا انعقاد کیا گیا، جس کی مختصر روئیداد درج ذیل ہے:

پہلا پروگرام: ۱۳ر ربیع الاول ۱۴۳۹ھ مطابق ۲ر دسمبر ۲۰۱۷ء بروز ہفتہ بعد نماز عشاء جامع مسجد پاکستان چوک دکھنی مسجد میں مناظر اسلام حضرت مولانا ڈاکٹر منظور احمد مینگل نے بیان کرتے ہوئے کہا کہ [illegible] پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ پاک نے وہ حسن عطا کیا جس کی کوئی مثال نہیں، پوری کائنات حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حسن کا مقابلہ نہیں کرسکتی۔ اللہ کی قسم! ہم تو حیران ہیں کہ منکرین ختم نبوت کو کیوں یہ بات سمجھ نہیں آتی۔ مولانا نے قادیانیوں کو دعوت اسلام دیتے ہوئے کہا کہ دیکھو! زندگی کا کوئی اعتبار نہیں اب بھی وقت ہے آجاؤ اور پیارے آقا مدنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی اختیار کرلو، آپ کے دامن میں سب کی نجات ہے۔

دوسرا پروگرام: ۱۴ر ربیع الاول ۱۴۳۹ھ مطابق ۳ر دسمبر ۲۰۱۷ء بروز اتوار بعد نماز مغرب جامع مسجد سنہری برنس روڈ میں منعقد ہوا۔ پروگرام کا آغاز مولانا حمید سعدی کی تلاوت سے ہوا۔ پیر طریقت حضرت مولانا عزیز الرحمن ہزاروی نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ اللہ پاک نے اپنے محبوب پیغمبر حضرت مولانا مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت مسلمانوں کے دلوں میں ڈال دی۔ آپ کی عظمت وشان نے امت کے قلوب میں بسیرا کرلیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمنوں نے اس بات کا زور لگالیا کہ کسی طرح بھی مسلمانوں کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت سے غافل کردیں۔ انہوں نے یہ سوچا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت کی اہمیت ان کے دلوں سے ختم کردیں لیکن ان کو ذلیل ہونا پڑا۔ میری نوجوان دوستوں سے گزارش ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتوں پر عمل پیرا ہوں اور کامیابی ونجات حاصل کریں۔ آخر میں سنتوں پر عمل کرنے کا وعدہ لیتے ہوئے دعا کرائی۔ پروگرام میں مولانا محمد کامران، مولانا عتیق اللہ، مولانا ظفر، مولانا محمد، مولانا عبدالحمید ودیگر کئی علماء وعوام نے شرکت کی۔

تیسرا پروگرام: ۱۴ر ربیع الاول مطابق ۳ر دسمبر ۲۰۱۷ء بروز اتوار بعد نماز عشاء جامع مسجد دارالسلام لیاقت آباد نمبر ۹ میں منعقد ہوا۔ قاری محمد راشد کی تلاوت ونعت کے بعد مہمان خصوصی حضرت مولانا مفتی شکور احمد نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ الحمدللہ! یہ ہماری خوش قسمتی ہے کہ ہمیں اللہ تعالیٰ نے اپنے آخری نبی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں پیدا کیا جس کے لئے انبیاء کرام علیہم السلام نے بھی دعائیں مانگی تھیں۔ ہماری نوجوان نسل کو عقیدۂ ختم نبوت کے متعلق تمام معلومات سے آگاہی کرانے کی ضرورت ہے تاکہ گمراہ کن پروپیگنڈے کا شکار ہوکر شک وشبہات میں مبتلا نہ ہوں۔

چوتھا پروگرام: ۲۰ر ربیع الاول مطابق ۹ر دسمبر بروز ہفتہ بعد نماز عشاء جامع مسجد غوثیہ سٹی ریلوے کالونی گیٹ نمبر ۱۰ میں انعقاد پذیر ہوا۔ مولانا مفتی اسرار احمد نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ اللہ پاک عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے علماء کرام اور مبلغین کو خوب جزائے خیر عطا کرے کہ یہ ہمیں ہر وقت بیدار رکھتے ہیں۔ علماء کرام کی محنت اور قربانی کی بدولت قادیانی فتنہ کے خلاف جدوجہد جاری ہے۔ انہوں نے کہا کہ قادیانیوں نے مرزا غلام احمد قادیانی کو نبی مان کر مسلمانوں سے اپنا راستہ الگ کرلیا ہے۔ قادیانیت، اسلام کے متوازی مذہب ہے۔ مرزائیوں کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ پروگرام میں مولانا رضا اللہ، مولانا قاری ابرار اور علاقہ کے معزز حضرات نے شرکت کی۔ اختتامی دعا پیر طریقت مولانا محمد نعمان ارمان مدنی (خطیب سپریم کورٹ مسجد) نے کرائی۔

ناموس رسالت قانون میں ترمیم رکوانے کیلئے چیئرمین سینیٹ کو خط

معاملہ انسانی حقوق کمیٹی میں زیر بحث ہے، عوام برداشت نہیں کریں گے: سینیٹر حمد اللہ

اسلام آباد (نمائندہ امت) سینیٹ کی قائمہ کمیٹی برائے مذہبی امور کے چیئرمین سینیٹر حمد اللہ نے ناموس رسالت قانون میں ترمیم رکوانے کے لئے چیئرمین کو خط لکھا ہے۔ مکتوب میں انہوں نے کہا کہ اس قانون میں تبدیلی ۲۱ کروڑ عوام برداشت نہیں کریں گے۔ اسلام اور ایمان کی اساس متاثر ہوگی۔ حافظ حمد اللہ نے سینیٹ کے چیئرمین میاں رضا ربانی کو خط میں کہا ہے کہ سینیٹ کی فنکشنل کمیٹی برائے انسانی حقوق میں ناموس رسالت سزا کے قانون میں ترمیم زیر بحث ہے، کمیٹی کو قانون میں ترمیم سے روکیں۔

(روزنامہ امت کراچی، ۹ر دسمبر ۲۰۱۷ء)

چناب نگر کے محلہ دارالنصر غربی کے

پانچ قادیانی افراد کا قبولِ اسلام

چناب نگر (مولانا محمد وسیم اسلم) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام ادارہ ''جامعہ عربیہ ختم نبوت مسلم کالونی چناب نگر ضلع چنیوٹ'' میں پانچ قادیانی افراد نے قادیانیت سے تائب ہوکر اسلام قبول کرلیا۔ مورخہ ۲۱ رصفر المظفر ۱۴۳۹ھ بمطابق ۱۰ رنومبر ۲۰۱۷ء بروز جمعۃ المبارک کو مرکز ختم نبوت میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے رہنما اور مرکزی خطیب جامع مسجد ختم نبوت حضرت مولانا غلام مصطفیٰ مدظلہ نے تائب ہونے والے نومسلموں کو عقیدہ ختم نبوت کی اہمیت، سیّدنا حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کا نزول اور حضرت امام مہدی علیہ الرضوان کا ظہور'' کے متعلق تفصیلی گفتگو کی اور مرزا غلام احمد قادیانی کے دجل وفریب اور قادیانیوں کے کفریہ عقائد سے آگاہ کیا، نومسلم افراد نے کہا کہ ہماری پہلی زندگی کفر اور گمراہی میں گزری، جس کی ہم سچے دل سے اللہ تعالیٰ سے توبہ کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ غلطی کو معاف فرمائے تو مولانا غلام مصطفیٰ نے اسلام قبول کرنے والے افراد کو کلمہ پڑھا کر حلقہ بگوش اسلام کیا۔ ان خوش نصیب دو مرد اور تین خواتین کے نام یہ ہیں:

۱:... عادل ولد جہانگیر احمد عمر ۱۸ سال،

۲:... عدیل ولد جہانگیر احمد عمر ۱۵ سال،

۳:... زاہدہ پروین دختر شبیر احمد عمر ۴۵ سال،

۴:... سعدیہ جہانگیر دختر جہانگیر احمد عمر ۲۳ سال،

۵:... نادیہ جہانگیر دختر جہانگیر احمد عمر ۲۲ سال جو کہ چیمہ برادری سے تعلق رکھتے ہیں۔

اس موقع پر مدرسہ کے اساتذہ، مسلم کالونی کے رہائش چوہدری محمد شبیر چیمہ ولد محمد صادق، آفتاب احمد چیمہ ولد محمد شہباز، حیدر علی چیمہ ولد محمد شبیر چیمہ، مولانا صغیر احمد و دیگر افراد بھی شریک تھے۔ آخر میں نومسلموں کی استقامت کے لئے دعا کی اور مبارک باد پیش کرتے ہوئے شرکاء مجلس میں مٹھائی بھی تقسیم کی گئی۔ باقی قادیانیوں کے لئے ہدایت کی دعا کی۔

ختم نبوت پروگرامز

میر پور خاص (مولانا مختار احمد) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نوکوٹ کے زیر اہتمام ۲۰ رنومبر ۲۰۱۷ء بروز پیر بعد نماز ظہر بمقام صدیقیہ مسجد نوکوٹ میں عظیم الشان ختم نبوت سیمینار منعقد کیا گیا، جس میں متکلم اسلام حضرت مولانا محمد الیاس گھمن صاحب نے خطاب کیا۔ عوام الناس کے علاوہ علماء نے بھی بھرپور شرکت کی۔ قاری عبدالستار کی تلاوت کے بعد عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ضلع میر پور خاص کے مبلغ مولانا مختار احمد نے بیان کرتے ہوئے کہا کہ عقیدہ ختم نبوت اسلام کی روح ہے۔ اس عقیدہ پر ایمان لائے بغیر کوئی شخص مسلمان نہیں ہوسکتا۔ انہوں نے نوکوٹ میں جماعت ختم نبوت کی قربانیوں کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ جب تک قادیانیت کا فتنہ باقی ہے، ختم نبوت کے مجاہد اس کا تعاقب کرتے رہیں گے۔ آخری خطاب حضرت مولانا محمد الیاس گھمن مدظلہ نے کیا، مولانا نے عقیدۂ ختم نبوت کی اہمیت بیان کی۔ انہوں نے کہا کہ جس طرح عقیدہ ختم نبوت کی وضاحت حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ نے کی آج تک کوئی نہیں کر سکا۔ عقیدہ ختم نبوت اسلام کا بنیادی اور اساسی عقیدہ ہے اس کا تحفظ کرنا ہمارا فرض ہے۔ مہمان نوازی بھائی سلیم صاحب نے کی اور سندھی ثقافت کے طور پر حضرت مولانا قاری عبدالستار صاحب نے اجرک پیش کی۔

دوسرا پروگرام: فاروقیہ مسجد ڈگری میں ہوا، مفتی محمد عادل اور مولانا رضوان اس پروگرام کے میزبان تھے۔ ''عظمت قرآن ودفاع ختم نبوت'' کے عنوان سے کانفرنس منعقد ہوئی، دور دراز سے لوگوں نے اس پروگرام میں شرکت کی۔ راقم الحروف نے ''جھوٹے مدعیان نبوت کا تفصیلی جائزہ'' کے عنوان سے بیان کیا اور کذبات مرزا بھی موضوع سخن رہا۔ آخری خطاب حضرت مولانا محمد الیاس گھمن صاحب نے کیا۔

تیسرا پروگرام: ۲۱ رنومبر ۲۰۱۷ء بعد نماز ظہر محمدی مسجد کوٹ غلام محمد ضلع میر پور خاص میں ہوا۔ ماسٹر محمد اسلم اور مفتی محمد عدنان اس پروگرام کے میزبان تھے۔ حضرت مولانا محمد الیاس گھمن صاحب نے خطاب فرمایا اور آپ کی دعا پر یہ مجلس اختتام پذیر ہوئی۔

ایک عظیم علمی، ادبی، سوانحی اور تاریخی شاہکار دستاویز

چمنستانِ ختمِ نبوت کے گلہائے رنگا رنگ

ایسے ۹۴۴ نفوسِ قدسیہ کا تذکرہ وسوانح، حالات وحکایات جنہوں نے عقیدہ ختم نبوت کے لئے خدمات سرانجام دیں۔

شاہینِ ختمِ نبوت

مولانا اللہ وسایا

تین جلدوں کا مکمل سیٹ — قیمت صرف 500 روپے

عالمی مجلسِ تحفظِ ختمِ نبوت

حضوری باغ روڈ ملتان پاکستان 061-4783486